قربانی کے فضائل اور اہم وضروری مسائل پر مشتمل ایک بے حد مفید تالیف
عیدِ قرباں
علامہ محمد اکمل عطا قادری عطاری
59, Hira Kumbhar Chawl, C.S.T. Road, Kurla (West),
Mumbai - 400 070. (INDIA) Mobile : (022) 253 2192.
Tel.: (022) 377 3653 ● E-mail : aalahazrat@hotmail.com
مکتبۂ اعلیٰ حضرت

تقریظ

از: فاضل جلیل، عالم نبیل، محسن اہلسنت حضرت علامہ مولانا محمد عبدالمبین نعمانی قادری مدظلہ العالی

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی و نسلم علیٰ رسولہ الکریم و آلہ وصحبہ اجمعین

"اربعین رضوی" مبلغ اہلسنت حضرت مولانا محمد اکمل عطا قادری عطاری مدظلہ العالی، کی ایک بے نظیر تصنیف ہے، جو سرکار مدینہ، سرور قلب وسینہ، پیارے مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ارشاد فرمودہ چالیس احادیث طیبہ کا حسین مجموعہ ہے، جو اپنی مشکباری وفیض رسانی میں ایک منفرد مقام کا حامل ہے۔

مصنف نے انھیں احادیث کو منتخب کیا ہے، جو ایمان وعقیدے میں پختگی اور اعمال کی درستگی میں زیادہ موثر ومفید ہیں، وضاحت کے طور پر ہر حدیث کی تشریح کرکے اور پھر مدنی پھول کے عنوان سے فوائد ونکات کا گلدستہ سجا کر کتاب کی افادیت میں چار چاند لگا دیا ہے، پھر "محاسبہ" کے عنوان نے تو شرح وفوائد کے ساتھ دعوت وتبلیغ کی ایک نئی طرح ڈال دی ہے، اور ہر حدیث کے آخر میں دعائیہ کلمات تو قاری کے اندر تاثر واستعارے کی بجلی بھرتے نظر آرہے ہیں جن کے پڑھنے کے بعد دل کی دنیا تہہ وبالا ہوجاتی ہے جو صرف اسی کتاب کا حصہ ہے۔ گویا یہ چالیس احادیث طیبہ کا مجموعہ ہی نہیں شرح حدیث کا چمن زار بھی ہے اور "دعوت اسلامی" کا عطر بیز اور حسین وجمیل گلزار بھی، جن کی سیر سے مشام ایماں معطر معطر ہوجاتے ہیں۔

راقم الحروف نے جس قدر حصہ دیکھا محظوظ ہوا، اور بے حد مسرور بھی، یکبارگی آپ کی دسیوں کتابیں دیکھ کر دل باغ باغ ہوگیا اور بے ساختہ پکار اٹھا کہ ؎ **ایسی چنگاری بھی یارب اپنی خاکستر میں ہے۔**

یہ سب فیضان ہے امیر دعوت اسلامی، عاشق مدینہ، حضرت مولانا محمد الیاس عطار قادری رضوی ضیائی دامت برکاتہم العالیہ کے سوز نفس اور ان کی والہانہ تڑپ کا، جن کے طفیل رب عزوجل نے ہزاروں نہیں لاکھوں افراد کو ایمان وعقیدے کی سلامتی کے ساتھ اصلاح اعمال و پاکیزگی کردار کی دولت لازوال سے سرفراز فرمایا۔ آج جن کا وجود گرامی دعوت وتبلیغ اور احیائے سنت کے میدان میں کروڑوں سنی مسلمانوں کے دل کی دھڑکن بنا ہوا ہے۔ قائد اہلسنت ورئیس القلم حضرت علامہ ارشد القادری علیہ الرحمہ نے ایک بار ناچیز سے خود فرمایا اور سچ فرمایا کہ۔ **"یہ حقیقت ہے کہ ایک مولانا محمد الیاس عطار قادری نے پوری دنیا میں انقلاب برپا کردیا ہے۔"**

مصنف "اربعین رضوی" حضرت مولانا محمد اکمل قادری پوری جماعت اہلسنت کی طرف سے عموماً اور تحریک دعوت اسلامی کی طرف سے خصوصاً شکریہ کے مستحق ہیں کہ آپ نے عام فہم انداز میں بہت سے اصلاحی ودینی موضوعات پر اور دعوت اسلامی کی ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے بھی، صالح لٹریچر کی ایک لائن لگا دی ہے۔ اسلوب بیان، بھی نہایت اچھوتا اور نرالا پایا ہے کہ اہل علم اور عام سنی مسلمان بھی ان کی کتابیں پڑھنے میں اکتاہٹ نہیں محسوس کرتے۔ بلکہ شروع کردینے کے بعد قاری کا جی چاہتا ہے کہ پوری کتاب پڑھ کر ہی دم لے۔

یہ بات بھی بطور خاص قابل ذکر ہے کہ مولانا محمد اکمل قادری صاحب نے بعض ایسے موضوعات پر بھی قلم اٹھایا ہے جن کی آج کے ماحول میں [illegible] ضرورت تھی، اور جن پر لکھنے کی طرف مصنف حضرات کی کم توجہ ہو پاتی ہے۔ مثلاً آپ کی ایک ﴿۱﴾ کتاب ہے "[illegible]" اس میں دو اسلامی بھائی ملاقات کریں تو کیا کریں اسلام نے ملنے کا کیا طریقہ بتایا، ساتھ ہی جس سے ملاقات کی جائے اس کو کس حسین انداز سے اسلام واحیائے سنت کی دعوت دی جائے، اور اس کے عمل وکردار کی اصلاح کے لیے کیا [illegible] کی جائے۔ یہ کتاب انھیں امور سے بحث کرتی ہے۔ ﴿۲﴾ دوسری ایک کتاب ہے "البیان" اس کتاب میں [illegible] بیان کرنے کے لیے مواد جمع کرنے کا طریقہ بتایا گیا ہے، مبلغین وخطبائے اسلام کے لیے یہ ایک نعمت [illegible] ہے۔ ﴿۳﴾ تیسری ایک کتاب ہے، "التمھید" اس میں بیان شروع کرنے اور تقریر کو موضوع کے مطابق آگے بڑھانے کا طریقہ [illegible] جس کے مطالعہ سے مبلغین کو بیان شروع کرنے میں جو دشواری پیش آتی ہے ان کا حل بھی معلوم ہوجاتا ہے۔

قربانی کے فضائل و اہم و ضروری مسائل پر مشتمل

ایک بے حد مفید تالیف

حضرت علامہ مولانا محمد اکمل عطاؔ قادری عطاری

﴿مدظلہ العالی﴾

مکتبۂ اعلیٰحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۵۹، ہیرا کمھار چال، بی ایس ٹی روڈ، کرلا (ویسٹ)، ممبئی ۔ ۴۰۰۰۷۰۔

Tel.: 652 2520 • Email: aalahazrat@hotmail.com

786
92

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ وعلیٰ آلک واصحابک یا حبیب اللہ

نام کتاب ——— عیدِ قربان

مصنف ——— علامہ محمد اکمل عطا قادری عطاری مدظلہ العالی

صفحات ——— 64

ہدیہ ——— 20/- روپے

اشاعت اول ——— 2000ء

۵۹، ہیرا کمبھار چال، سی ایس ٹی روڈ، کرلا (ویسٹ)، ممبئی۔۴۰۰۰۷۰۔

Tel.: 652 2520 • Email: aalahazrat@hotmail.com

﴿فہرست﴾

مہتیا۔ محمد امام الدین الحبیبی القادری ، دھرن گاؤں جا گاؤں مہاراشٹر

﴾پہلے اسے پڑھئے﴿

ایک عاقل وبالغ مسلمان پر جو عبادات فرض یاواجب قرار دی گئی ہیں انھیں کامل طریقے سے ادا کرنے اور دورانِ ادائیگی اغلاط سے محفوظ رہنے کے لئے ان کے بارے میں ضروری مسائل کا جاننا بھی اس پر واجب وضروری ہوتا ہے بلکہ بعض عبادات تو ایسی ہیں کہ ان کے وجوب وعدم وجوب کو جاننے کے لئے بھی علم دین کی ضرورت ہوتی ہے، مثلاً اسی قربانی کی مثال لے لیجئے، جس مسلمان کو قربانی کے "وجوب کی شرائط" کا ہی علم نہ ہو اسے کیا خبر کہ مجھ پر اس سال قربانی واجب ہوئی یا نہیں؟" یہی وجہ ہے کہ بعض اوقات ایک گھر میں ایک سے زیادہ افراد پر قربانی واجب ہو رہی ہوتی ہے لیکن گھر کا "علم دین سے محروم سرپرست" یا تو اس عبادت کی ادائیگی "کرنے اور کروانے" سے ہی غافل رہتا ہے اور یا پھر "ایک جانور کو ذبح کرلینا ہی سب کی طرف سے کافی سمجھا جاتا ہے۔" پھر اگر قربانی کی بھی جاتی ہے تو علم کی کمی کے باعث بعض اوقات اس کے بدلے میں "پیسوں کے خرچ" اور "گوشت کے ذائقے و ذخیرے" کے علاوہ مزید کچھ بھی حاصل نہیں ہوتا۔

لھذا لازم ہے کہ "ہر عبادت کے بارے میں ضروری علم دین حاصل کرنے کی بھرپور کوشش کی جائے، چونکہ ایامِ نحر کی آمد آمد ہے چنانچہ "ہر عاقل وبالغ مسلمان مرد و عورت کو چاہیئے کہ ﴾اولاً﴿ اس بات کی جستجو کریں کہ اس سال ہم پر قربانی واجب ہے یا نہیں؟ اور اگر معلوم ہو کہ "اس عبادت کی ادائیگی موجودہ سال ہم پر واجب وضروری ہے تو ﴾ثانیاً﴿ اس کے مسائل کے بارے میں بالتفصیل جانیں تاکہ میدانِ محشر میں شرمندگی اور رسوائی سے بچا جا سکے، نیز قربانی کے ثواب سے بھی محروم نہ رہیں۔

مدینہ :۔ مطالعہ فرمانے والے مسلمان بھائیوں اور بہنوں سے مدنی التجاء ہے کہ بعد مطالعہ خود پر قربانی کے وجوب پر مطلع ہونے کی صورت میں اسے (معاذ اللہ) بوجھ و مصیبت تصور نہ فرمائیں بلکہ اللہ عزوجل کا احسان مانیں کہ اس نے موت سے پہلے پہلے ایک

سنتِ عظیمہ کی ادائیگی اور عدمِ ادائیگی کی صورت میں گناہ میں مبتلاء ہونے سے بچنے کی توفیق عطا فرمائی۔

علامہ محمد اکمل عطا قادری عطاری دامت فیوضہم نے اس مختصر سے رسالے میں قربانی کے ان تمام مسائل کو جمع کرنے کی مخلصانہ کوشش کی ہے کہ جن کا جاننا اور ذہن میں محفوظ رکھنا ہر مسلمان کے لئے لازم وضروری ہے۔

ہماری آپ سے مدنی گزارش ہے کہ "چاہے آپ پر قربانی واجب ہو یا نہ ہو" آپ ان مسائل کو نہ صرف خود اچھی طرح پڑھیں بلکہ دوسروں کو بھی ان کے مطالعے کی ترغیب دیجئے، اس طرح اگر آپ "براہِ راست" اس کے فیوض وبرکات سے فیضیاب نہ بھی ہوئے تو کم از کم دوسروں کو غلطیوں سے بچانے کی صورت میں "اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب ﷺ کی رضا کا سامان اکٹھا کرنے اور عظیم اجر وثواب کا خزانہ جمع کرنے میں کامیابی ضرور حاصل کر سکتے ہیں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

اس رسالے کو سالِ گزشتہ میں بہت محنت کے ساتھ مرتب کیا گیا تھا، امسال ترمیم واضافے کے ساتھ دوبارہ شائع کیا گیا ہے۔ امید ہے کہ مطالعہ فرمانے والے مسلمان بھائی اور بہنیں، اس میں موضوع سے متعلق تمام تر ضروری واہم معلومات کا وافر خزانہ پائیں گے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں "عیدِ قرباں" کی برکات سے خوب خوب مالا مال فرمائے۔

آمین بجاه النبی الامین ﷺ

خادمِ مکتبہ اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ

محمد اجمل عطاری عفی عنہ

۷ اشوال المکرم ۱۴۲۱ھ 14 جنوری 2001ء

الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علی سید الانبیاء والمرسلین ،

اما بعد، فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قربانی کی تعریف، اور اس کی ابتداء

سوال-:۔ قربانی کسے کہتے ہیں؟

جواب:۔ درِ مختار (جلد دوم۔ کتاب الاضحیہ) میں ہے،" ذَبحُ حَیَوَانٍ مَخصُوصٍ بِنِیَّةِ القُربَةِ فِیْ وَقتٍ مَخصُوصٍ۔ یعنی مخصوص جانور کو مخصوص وقت میں اللہ تعالٰی کی بارگاہ میں قرب حاصل کرنے کی نیت کے ساتھ ذبح کرنا (قربانی کہلاتا ہے)۔"

فتاویٰ عالمگیری (جلد پنجم۔ کتاب الاضحیہ) میں ہے،" وَھِیَ فِیْ الشَّرْعِ لِحَیَوَانٍ مَخصُوصٍ بِسِنٍّ مَخصُوصٍ یُذبَحُ بِنِیَّةِ القُربَةِ فِیْ یَومٍ مَخصُوصٍ عِندَ وَجُودِ شَرَائِطِھَا وَ سَبَبِھَا۔ یعنی شرع میں قربانی ایک ایسے خاص عمر کے "مخصوص جانور" کا نام ہے کہ جسے اسباب و شرائط پائے جانے کے وقت، مخصوص دن میں اللہ تعالٰی کا قرب حاصل کرنے کی نیت سے ذبح کیا جائے۔"

مدینہ :۔ دونوں تعریفات کو پیشِ نظر رکھنے پر نتیجہ نکلا کہ "شرعی طور پر کبھی تو مخصوص وقت میں مخصوص جانور کو "ذبح کرنے کا فعل" قربانی کہلاتا ہے اور کبھی "خود مخصوص جانور" کو قربانی کہہ دیا جاتا ہے۔

سوال:۔ اس کی ابتدا کب اور کیسے ہوئی؟

جواب:۔ قربانی، دراصل حضرت ابراہیم علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنتِ مبارکہ ہے،

جیسا کہ ابن ماجہ (باب ثواب الاضحیہ) میں ہے کہ "صحابۂ کرام رضی اللہ عنھم نے عرض کی، "یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم: یہ قربانیاں کیا ہیں؟۔" ارشاد فرمایا، "یہ تمھارے باپ حضرتِ ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کی سنت ہے۔"

قربانی کی ابتداء:۔

اس کا مختصراً واقعہ یہ ہے کہ "حضرتِ ابراہیم علی نبینا و علیہ الصلوۃ والسلام نے یومِ ترویہ (یعنی ۸ ذی الحجہ) کی رات خواب دیکھا کہ "ایک کہنے والا کہہ رہا ہے "(اے ابراہیم..!) آپ کا رب عزوجل آپ کو آپ کے بیٹے کے ذبح کرنے کا حکم فرمارہا ہے۔" یہی خواب آپ نے اگلی دوراتوں میں مزید ملاحظہ فرمایا، چنانچہ اس کے اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہونے کا یقین کرتے ہوئے، اپنے صاحبزادے کو اس کے بارے میں مطلع کیا۔ فرماں بردار بیٹے نے فوراً اظہارِ رضامندی فرماتے ہوئے خود کو قربانی کے لئے پیش کردیا۔ آپ صاحبزادے کو "وادئ منیٰ" میں لے گئے اور چہرے کے بل لٹادیا تاکہ چہرے پر نگاہ پڑنے کی صورت میں "شفقتِ پدری" کے باعث، آزمائش پر پورا اترنے کے عزمِ مصمم میں، لغزش واقع نہ ہو۔ پھر آپ نے اللہ عزوجل کا نام لے کر چھری چلا دی۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے حکم سے چھری اور گردن کے درمیان ایک تانبے کی پلیٹ آگئی جس کے باعث چھری اپنا کام نہ کر سکی۔ پھر اللہ عزوجل نے ایک جنتی مینڈھا، صاحبزادے کے فدیئے کے طور آپ کے پاس بھیجا، جسے آپ نے اپنے دستِ مبارک سے ذبح فرمایا اور یوں "قیامت تک آنے والے مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی رہنے اور اس کے احکام پر خوش دلی کے ساتھ عمل پیرا ہو کر اس کی بارگاہ میں مقبول ہونے کا عظیم عملی درس عنایت فرمایا۔" (تفسیر صاوی۔ جلد5، بتصرف ما)

"سورۂ صافات" میں یہ واقعہ ان الفاظ میں بیان فرمایا گیا ہے "فَبَشَّرْنٰهُ بِغُلٰمٍ

حَلِیْمٍ ☆فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْیَ قَالَ یٰبُنَیَّ اِنِّیْ اَرٰی فِی الْمَنَامِ اَنِّیْ اَذْبَحُکَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰی ط قَالَ یَا اَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِیْ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِیْنَ ☆فَلَمَّا اَسْلَمَا وَ تَلَّهٗ لِلْجَبِیْنِ ،وَ نَادَیْنٰهُ اَنْ یَّا اِبْرٰهِیْمُ ☆قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْیَا ج اِنَّا کَذٰلِکَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ☆ اِنَّ هٰذَا لَهُوَالْبَلٰٓؤُا الْمُبِیْنُ ☆وَ فَدَیْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِیْمٍ ☆وَتَرَکْنَا عَلَیْهِ فِی الْاٰ خِرِیْنَ ☆سَلٰمٌ" عَلٰٓی اِبْرٰهِیْمَ ،کَذٰلِکَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ☆

﴿ترجمہ﴾ :۔ تو ہم نے خوشخبری سنائی ایک عقلمند لڑکے کی، پھر جب وہ اس کے ساتھ کام کے قابل ہو گیا، کہا "اے میرے بیٹے میں نے خواب دیکھا میں تجھے ذبح کرتا ہوں اب تو دیکھ تیری کیا رائے ہے ؟" کہا "اے میرے باپ کیجئے جس بات کا آپ کو حکم ہوتا ہے خدا نے چاہا تو قریب ہے کہ آپ مجھے صابر پائیں گے۔" تو جب ان دونوں نے ہمارے حکم پر گردن رکھی اور باپ نے بیٹے کو ماتھے کے بل لٹایا، اس وقت کا حال نہ پوچھ اور ہم نے ندا فرمائی کہ "اے ابراھیم! بیشک تو نے خواب سچ کر دکھایا ہم ایسا ہی صلہ دیتے ہیں نیکوں کو ، بیشک یہ روشن جانچ تھی اور ہم نے ایک بڑا ذبیحہ اس کے فدیہ میں دے کر اسے بچالیا اور ہم نے پچھلوں میں اسکی تعریف باقی رکھی، سلام ہو ابراہیم پر ، ہم ایسا ہی صلہ دیتے ہیں نیکوں کو۔" (ترجمہ کنزالایمان۔ پ ۲۳ .۱۰۱)

مدینہ :۔ اس بارے علماءِ اسلام کا اختلاف ہے کہ "وہ صاحبزادے حضرتِ اسحٰق علی نبینا و علیہ الصلوۃ والسلام تھے یا حضرتِ اسمٰعیل علی نبینا و علیہ الصلوۃ والسلام۔" لیکن دلائل و براہین کی روشنی میں جمہور علماء کا قول یہی ہے کہ "وہ حضرتِ اسمٰعیل علی نبینا و علیہ الصلوۃ والسلام تھے۔"

☆اور یہ ہمارے پیارے آقا ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی بھی سنت

مبارکہ ہے جیسا کہ "ترمذی شریف" میں ہے کہ "حضرتِ ابنِ عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ "رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ میں ۱۰ سال قیام پذیر رہے اور آپ (ہر سال) قربانی فرماتے رہے۔"

اور "ابنِ ماجہ" میں ہے کہ "محمد بن سیرین رضی اللہ عنہ نے حضرتِ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنھما سے دریافت کیا، "کیا قربانی واجب ہے؟" انھوں نے جواب دیا کہ "رسول اللہ ﷺ نے کی اور آپ کے اصحاب رضی اللہ عنھم نے بھی کی اور یہی سنت جاری ہے۔"

قربانی کا ثواب

سوال نمبر ۳:۔ قربانی کرنے پر کیا ثواب ہے؟

جواب:۔ احادیثِ مبارکہ میں کئی مقامات پر قربانی کرنے کے فضائل بیان کئے گئے ہیں جن میں سے چند درج ذیل ہیں۔

(۱) ام المؤمنین حضرتِ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ "حضورِ اقدس ﷺ نے فرمایا کہ "یوم النحر (یعنی دسویں ذوالحجہ) میں ابنِ آدم کا کوئی عمل خدا عزوجل کے نزدیک خون بہانے یعنی قربانی کرنے سے زیادہ پیارا نہیں اور وہ جانور قیامت کے دن اپنے سینگ اور بال اور کھروں کے ساتھ آئے گا اور قربانی کا خون زمین پر گرنے سے پہلے، خدا کے نزدیک مقام قبول میں پہنچ جاتا ہے لھذا اس کو خوش دلی سے کرو۔

(ابو داود۔ ترمذی۔ ابنِ ماجہ)

(۲) حضرتِ امام حسن بن علی رضی اللہ عنھما سے روایت ہے کہ "حضور ﷺ نے فرمایا کہ "جس نے خوش دلی سے، طالبِ ثواب ہو کر قربانی کی وہ آتشِ جہنم سے حجاب (یعنی روک) ہو جائے گی۔ (طبرانی)

(۳) حضرتِ ابنِ عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ "سرکارِ مدینہ ﷺ نے ارشاد فرمایا" جو روپیہ عید کے دن قربانی میں خرچ کیا گیا، اس سے زیادہ کوئی روپیہ پیارا نہیں۔" (طبرانی)

(۴) حضرتِ زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ "صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی "یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! یہ قربانیاں کیا ہیں؟" فرمایا" یہ تمہارے باپ ابراہیم علی نبینا و علیہ الصلوۃ والسلام کی سنت ہے۔" لوگوں نے عرض کی "یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! ہمارے لئے اس میں کیا ثواب ہے؟" فرمایا" ہر بال کے مقابل نیکی ہے۔" عرض کی، "اون کا کیا حکم ہے؟" فرمایا" اون کے ہر بال کے بدلے میں نیکی ہے۔" (ابنِ ماجہ)

(۵) حضرتِ علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ "رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا، "اے لوگو! قربانی کرو اور قربانی کے خون میں ثواب کی نیت کرو، کیونکہ قربانی کا خون ہر چند کہ زمین پر گرتا ہے لیکن وہ اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں ہوتا ہے۔"

(مجمع الزوائد)

(۶) حضرتِ علی رضی اللہ [illegible] [illegible]ن کرتے ہیں کہ "رسول اللہ ﷺ نے حضرتِ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا، "اے فاطمہ! کھڑی ہو اور اپنی قربانی پر حاضر ہو، بے شک قربانی کے خون کے پہلے قطرے کے ساتھ ہی تمھارے ہر پچھلے گناہ کی مغفرت کر دی جائے گی اور سنو! قربانی کا جانور قیامت کے دن اپنے خون اور گوشت کے ساتھ لایا جائے گا اور اس کو ستر درجے بڑھا کر تیرے میزان میں وزن کیا جائے گا۔" حضرتِ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا "یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! کیا یہ اجر صرف آلِ محمد ﷺ کے ساتھ مخصوص ہے کیونکہ وہ اس خیر کے ا[illegible] [illegible]یا [illegible]نا کے

علاوہ دوسرے لوگوں کے لئے بھی ہے ؟" آپ نے فرمایا" بلکہ یہ اجر آل محمد ﷺ اور تمام لوگوں کے لئے ہے۔" (کنز العمال)

﴿قربانی کا شرعی حکم﴾

سوال:۔ قربانی کا شرعی حکم کیا ہے؟

جواب:۔ قربانی کبھی واجب ہوتی اور کبھی نفل۔

سوال:۔ یہ کس طرح معلوم ہوگا کہ ہم پر قربانی واجب ہے یا نہیں ؟

جواب:۔ درج ذیل شرائط پر خوب اچھی طرح اور ٹھنڈے دل سے غور کیجئے، اگر یہ شرائط موجود پائیں تو آپ پر قربانی واجب ہے اور اگر ان میں سے ایک بھی شرط موجود نہ ہو تو اب قربانی واجب نہیں، کریں گے تو نفل ہوگی۔

﴿قربانی کی شرائط﴾ :۔ قربانی کی درج ذیل چار شرطیں ہیں۔

(۱) مسلمان ہونا۔ (۲) مقیم ہونا۔

(۳) مالک نصاب ہونا (۴) بالغ ہونا۔

ان کی وضاحت و تفصیل :۔

(۱) مسلمان ہونا:۔ چنانچہ غیر مسلم پر واجب نہیں۔

(۲) مقیم ہونا:۔ چنانچہ مسافر پر واجب نہیں۔ (شرعی مسافر وہ ہے جو اپنے شہر کی حدود سے "ساڑھے ستاون میل دور جانے کے ارادے کے ساتھ "نکل گیا ہو۔ یا اگر کسی ساڑھے ستاون میل دور مقام پر پہنچ چکا ہو تو پندرہ دن سے کم ٹھہرنے کی نیت کی ہو۔ یا اگر پندرہ دن سے زیادہ ٹھہرنے کی نیت کی بھی ہو، تو یہ شخص کہیں آنے جانے میں اپنی مرضی کا مالک نہ ہو بلکہ کسی دوسرے شخص کی مرضی کے تابع ہو جیسے

بندی کہ شوہر کی مرضی کے تابع ہو یا نوکر کہ اپنے مالک کے حکم کے تابع ہو۔)

(۳) مالکِ نصاب ہونا:۔ ۔۔۔مالکِ نصاب ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس شخص کے پاس ساڑھے سات تولہ سونا" یا" ساڑھے باون تولے چاندی" یا" اتنی مالیت کی رقم" یا" اتنی مالیت کا تجارت کا مال" یا" اتنی مالیت کا حاجتِ اصلیہ کے علاوہ سامان ہو اور اس پر اللہ تعالیٰ یا بندوں کا اتنا قرضہ نہ ہو جسے ادا کر کے ذکر کردہ نصاب باقی نہ رہے۔" ۔۔۔۔۔۔۔(یاد رکھئے! کہ ایسا شخص "غنی" کہلاتا ہے اور اگر کسی کے پاس مذکورہ نصاب نہ ہو تو وہ "فقیر" کہلائے گا۔)

مدینہ :۔(i) حاجتِ اصلیہ سے مراد وہ چیزیں ہیں جن کی عموماً انسان کو ضرورت ہوتی ہے اور ان کے بغیر وہ گزر اوقات میں تنگی ودشواری کا شکار ہو جاتا ہے۔ جیسے رہنے کا گھر، پہننے کے کپڑے، سواری، علمِ دین سے متعلق کتابیں یا پیشے سے متعلق اوزار وغیرہ۔(اس بارے میں تفصیل سے جاننے کے لئے "بہارِ شریعت حصہ ۱۵" کا مطالعہ فرمائیں۔)

☆اگر حاجتِ اصلیہ کی تعریف پیشِ نظر رکھی جائے تو بخوبی معلوم ہو گا کہ "ہمارے گھروں میں بے شمار چیزیں "ایسی ہیں کہ جو حاجتِ اصلیہ میں داخل نہیں چنانچہ اگر ان کی قیمت "ساڑھے باون تولہ چاندی" کے برابر پہنچ گئی تو قربانی واجب ہو گی۔ آپ کی خدمت میں مؤدبانہ گزارش ہے کہ درجِ ذیل چیزوں کے بارے میں کسی قابلِ اعتماد عالمِ دین سے معلومات حاصل کر لیجئے کہ "آیا یہ چیزیں حاجتِ اصلیہ میں شمار کی جائیں گی یا نہیں ؟(قوی امید بلکہ یقین ہے کہ جواب نفی میں ہی حاصل ہو گا۔)

(۱) ٹی وی (۲) وی سی آر (۳) ٹیپ ریکارڈر (۴) ڈش انٹینا (۵) ایسے کپڑے جن کو گرمی وسردی میں پہننا ترک کر دیا گیا ہے۔ (٦) ڈیکوریشن پیس (۷) ضرورت سے زیادہ مکان یا خالی پلاٹ وغیرہ۔(۸) ڈائجسٹ وناول وغیرہ

⊛ قربانی کے لئے (واجب ہونے کے لئے) مالِ تجارت ہو کہ غیر تجارت ہو نصاب کو پہنچا تو قربانی واجب ہو جائے گی۔ (حاجتِ اصلیہ سے زائد ہو) ⊛ قربانی میں مال، سامان، روپے پر سال گزرنا ضروری نہیں۔

(۹) آڈیو، ویڈیو کیسیٹیں (۱۰) کھیل کود کا سامان

اعلیٰ حضرت امامِ اہلسنت الشاہ احمد رضا خان رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا کہ "اگر زید کے پاس مکانِ سکونت (یعنی رہائشی مکان) کے علاوہ دو ایک اور (یعنی مزید) ہوں تو اس پر قربانی واجب ہو گی یا نہیں؟"

آپ نے جواباً ارشاد فرمایا "واجب ہے، جب کہ وہ مکان "تنہا" یا "اس کے اور مال سے حاجتِ اصلیہ سے زائد ہو" مل کر چھپن روپے (یعنی اتنی مالیت کہ جو ساڑھے باون تولے چاندی کے برابر ہو) کی قیمت کو پہنچے، "اگر چہ ان مکانوں کو کرائے پر چلاتا ہو یا خالی پڑے ہوں" یا "سادی زمین ہو" بلکہ (اگر) مکانِ سکونت اتنا بڑا ہے کہ اس کا ایک حصہ اس (شخص) کے جاڑے گرمی کی سکونت کے لئے کافی ہو اور دوسرا حصہ حاجت سے زیادہ ہو، اور اس (دوسرے حصے) کی قیمت تنہا یا اسی قسم کے (حاجتِ اصلیہ) سے زائد مال سے مل کر نصاب تک پہنچے، جب بھی قربانی واجب ہے۔"

(فتاویٰ رضویہ۔ جلد ہشتم)

(ii) اللہ تعالیٰ کے قرض سے مراد یہ ہے کہ اس پر سابقہ سالوں کی زکوۃ یا قربانی یا کسی قسم کا کفارہ وغیرہ باقی ہو۔

(۴) بالغ ہونا:۔ نابالغ پر قربانی واجب نہیں، اگر چہ وہ صاحبِ نصاب ہو۔

مدینہ :۔ ☆ شرعی لحاظ سے مرد کی بلوغت کی کم از کم عمر ۱۲ سال اور عورت کی ۹ سال ہے۔ اس سے پہلے یہ دونوں ہر گز ہر گز بالغ نہیں ہو سکتے۔

☆ ۱۲ سال سے ۱۵ سال کے درمیان جب بھی بلوغت کی علامات و آثار ظاہر ہو گئے، انھیں بالغ کہا جائے گا۔ ان کی علامات یہ ہیں۔ (۱) انھیں سوتے، خواہ جاگتے

میں احتلام وانزال ہو جائے۔(۲)عورت کو حیض آ جائے۔یا۔یہ حاملہ ہو جائے۔(۳)مرد، جماع سے کسی عورت کو حاملہ کر دے۔

☆اور اگر یہ دونوں اپنے بالغ ہونے کا اقرار کریں اور ان کا ظاہری حال اس کی تکذیب نہ کرتا ہو تو بھی انھیں بالغ قرار دیا جائے گا۔یا ان کی عمریں ۱۵ سال کی ہو گئیں، اب چاہے بلوغت کی کوئی علامت ظاہر نہ ہوئی ہو تب بھی شرعی لحاظ سے انھیں بالغ وبالغہ قرار دیا جائے گا۔

☆مرد کے داڑھی مونچھ کا نکل آنا اور عورت کے پستان میں ابھار، بلوغت کے آثار کے سلسلے میں معتبر نہیں۔

(ملخص از فتاویٰ رضویہ (قدیم) جلد ہشتم۔ صفحہ نمبر ۲۲۴، حوالہ درمختار و فتاویٰ عالمگیری)

﴿قربانی کے وجوب پر دلائل﴾

سوال:۔ کیا قربانی کے وجوب پر قرآن وحدیث میں کوئی دلیل موجود ہے؟

جواب:۔ کیوں نہیں! اس پر قرآن وحدیث سے کئی دلیلیں موجود ہیں، جن میں سے چند درج ذیل ہیں۔

(۱) اللہ تعالیٰ نے قرآنِ پاک میں ارشاد فرمایا" فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ط یعنی تو تم اپنے رب کے لئے نماز پڑھو اور قربانی کرو۔"(کنز الایمان۔ پ ۳۰۔ کوثر۔ ۲)

☆اس آیتِ پاک میں " وَانْحَرْ" صیغۂ امر ہے اور یہ ضابطہ ہے کہ "جب مطلق امر ذکر کیا جائے تو اس سے وجوب مراد ہوتا ہے" لھذا معلوم ہوا کہ " قربانی واجب وضروری" ہے۔

(۲) مِخْنَف بن سلیم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ "ہم عرفہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس کھڑے تھے، آپ نے فرمایا "اے لوگو! ہر سال ہر گھر والے پر ایک

قربانی اور عتیرہ ہے۔ تم جانتے ہو کہ عتیرہ کیا ہے؟ عتیرہ وہی ہے جسے تم "رجبیہ" کہتے ہو۔" (ابن ماجہ، باب الاضاحی واجبة هي ام لا)

مدینہ :۔ عرب لوگ رجب کے اوّل عشرے میں جو جانور ذبح کرتے اسے "رجبیہ" کہتے تھے، حدیث میں "رجبیہ" کے بارے میں موجود حکم ایک خاص وقت تک کے لئے تھا، بعد میں خود پیارے آقا ﷺ نے اسے منسوخ فرمادیا جیسا کہ "مسلم شریف" میں مذکور ہے۔

(۳) حضرتِ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے "جس میں طاقت ہو اور پھر وہ قربانی نہ کرے تو وہ ہرگز ہماری عید گاہ کے قریب نہ آئے۔" (ابن ماجہ۔باب الاضاحی واجبة هي ام لا)

مدینہ :۔ مذکورہ حدیثِ پاک میں مدنی آقا ﷺ نے قربانی نہ کرنے والوں پر اظہارِ ناراضگی فرمایا ہے اور ناراضگی کا اظہار اسی مقام پر ہوتا کہ جہاں کوئی چیز واجب و ضروری ہو، لھذا قربانی واجب و ضروری ہے۔

(۴) حضرتِ جندب بن سفیان رضی اللہ عنہ۔ بیان کرتے ہیں کہ "عید الاضحیٰ کے دن، میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر تھا، جب آپ لوگوں کو نماز پڑھا چکے تو آپ نے ایک ذبح کی ہوئی بکری کو دیکھا، آپ نے فرمایا "جس شخص نے نماز سے پہلے قربانی کی ہے وہ اس کی جگہ دوسری بکری کو ذبح کرے اور جس نے ابھی تک ذبح نہیں کیا وہ اللہ کا نام لے کر ذبح کرے۔" (مسلم۔ باب وقتها)

مدینہ :۔ اس حدیثِ پاک سے وجوب اس طرح ثابت ہوتا ہے کہ "اگر قربانی واجب نہ ہوتی تو رحمتِ عالم ﷺ دوبارہ اسے کرنے کا حکم صادر نہ فرماتے۔"

﴾فقیر اور عورتوں پر قربانی﴿

سوال:۔ کیا کوئی ایسی صورت بھی ہے کہ "شرعی فقیر" پر قربانی واجب ہو جائے؟

جواب:۔ جی ہاں! دو صورتیں ہیں۔۔

(۱) جب کہ فقیر نے قربانی کی منت مانی ہو۔ (۲) فقیر نے قربانی کی نیت سے جانور خریدا تو اس پر اس جانور کی قربانی واجب ہو جائے گی۔ (فتاویٰ عالمگیری۔ جلد پنجم۔ کتاب الاضحیہ۔)

سوال:۔ کیا عورتوں پر بھی قربانی واجب ہوتی ہے؟

جواب:۔ جی ہاں، اگر کسی عورت میں مذکورہ شرائط پائی جائیں تو اس پر بھی اسی طرح قربانی واجب ہے جیسے کہ مردوں پر واجب ہے۔ (در مختار۔ جلد ثانی۔ کتاب الاضحیہ۔)

سوال:۔ اگر کسی فقیر کے پاس کوئی جانور پلا ہوا تھا، اس نے اس کی قربانی کی نیت کر لی تو کیا اب یہ قربانی واجب ہو گئی؟

جواب:۔ جی نہیں! فقیر کے لئے "خریدتے وقت قربانی کی نیت" کا اعتبار ہے۔ چنانچہ اگر خریدتے وقت یہ نیت نہ تھی، بعد میں ارادہ ہوا تو اب قربانی واجب نہیں، کرے گا بھی تو نفل کا ثواب پائے گا۔ (فتاویٰ عالمگیری۔ جلد پنجم۔ کتاب الاضحیہ)

سوال:۔ اگر کسی شخص کے پاس نصاب کے برابر سامان تو موجود ہے، لیکن نقد رقم بالکل نہیں کہ جانور خرید سکے تو وہ کیا کرے؟

جواب:۔ اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ اسی قسم کے ایک سوال کے جواب میں ارشاد فرماتے ہیں کہ "اور جس پر قربانی (واجب) ہے اور اس وقت نقد اس کے پاس نہیں وہ چاہے"

قرض لے کر کرے "یا" اپنا کچھ مال بیچے ۔" (فتاویٰ رضویہ (قدیم)۔ جلد ہشتم۔ صفحہ ۲۹۳)

﴿دوسرے کی طرف سے قربانی کی ادائیگی﴾

سوال:۔ بعض لوگ اس طرح کرتے ہیں کہ مثلاً "ایک سال اپنی طرف سے قربانی کرلی، دوسرے سال زوجہ کی طرف سے، تیسرے سال کسی اور کے نام کی، کیا یہ طریقہ درست ہے؟

جواب:۔ اصل مسئلہ یہ ہے کہ "قربانی کے تین دنوں کے کسی بھی حصے میں، مذکورہ شرائط، گھر کے جس فرد میں بھی جمع ہو گئیں، اس پر قربانی واجب ہو گی۔

☆ مثال کے طور پر ایک گھر میں چار افراد ہیں۔

﴿1﴾ باپ ﴿2﴾ ماں ﴿3﴾ بالغ بیٹا ﴿4﴾ بالغ بیٹی

پھر قربانی کے تین دنوں میں سے کسی بھی دن کے کسی بھی حصے میں ان چاروں میں یہ تمام شرائط پائی گئیں تو ان سب پر اپنے اپنے حصے کی قربانی واجب ہو جائے گی۔

☆ اور مثال کے طور پر ان تین دنوں میں صرف ماں میں شرطیں جمع ہیں تو صرف اسی پر قربانی واجب ہو گی، باقی پر نہیں۔

☆ اور مثلاً ہر سال صرف باپ میں شرائط جمع ہوتی ہیں، تو فقط اسی پر قربانی واجب ہو گی، دوسروں پر نہیں، اب بالفرض اگر یہ چاہتا ہے کہ اس سال زوجہ کی طرف سے کرے تو اس صورت میں دو جانور لانے ہوں گے، ایک اپنی طرف سے واجب ادا کرنے کے لئے اور دوسرا زوجہ کے لئے (بطورِ نفل)۔

اور صرف ایک جانور زوجہ کی طرف سے ذبح کیا تو یہ "نفل قربانی" ہوئی کیونکہ "زوجہ میں شرائط جمع نہ تھیں" اور یہ خود واجب ترک کرنے کی بناء پر گناہ گار ہو گا۔" (فتاویٰ عالمگیری۔ جلد پنجم۔ کتاب الاضحیہ)

مدینہ :۔ آپ کی خدمت میں مدنی مشورہ ہے کہ "جب بھی آپ قربانی کے دن پائیں تو سب سے پہلے کسی سنار سے ساڑھے سات تولے سونے اور ساڑھے باون تولے چاندی کی قیمت معلوم کرلیں (مثلاً: ۲۰ فروری ۲۰۰۰ء کے دن مذکورہ مقدار میں سونا "۴۲۰۰۰" کا اور" چاندی ۵۷۷۵" روپے کی تھی) پھر گھر کے ہر فرد میں مذکورہ شرائط تلاش کریں، جس جس میں شرائط پائی جائیں ان کی طرف سے خوش دلی کے ساتھ قربانی ادا فرمائیں ورنہ گناہ گار ہوتے رہیں گے۔

سوال:۔ کیا اپنے بالغ بیٹا بیٹی یا زوجہ کی طرف سے بغیر ان کی اجازت کے قربانی کردینے کی صورت میں، ان کی طرف سے واجب ادا ہو جائے گا؟

جواب:۔ جی نہیں! ان سے اجازت لینی ضروری ہے۔ "فتاویٰ عالمگیری" میں ہے "بالغ لڑکوں یا زوجہ کی طرف سے قربانی کرنا چاہتا ہے تو ان سے اجازت حاصل کرے، اگر ان کے کہے بغیر کردی تو" ان کی طرف سے واجب ادا نہ ہوا۔"

ہاں ایک صورت میں واجب ادا ہونا ممکن ہے، وہ اس طرح کہ مثلاً ایک بالغ شخص زید نے اپنے کسی عزیز کو اپنے تمام معاملات طے کرنے کا اختیار دیا ہوا ہے، اب اگر یہ عزیز، زید کی طرف سے قربانی کرے تو ادا ہو جائے گی کیونکہ یہاں اگرچہ قربانی کے لئے واضح طور پر اجازت نہیں پائی گئی لیکن "زید کا اس عزیز کو اپنے معاملات طے کرنے کا اختیار سونپنا" ہی اجازت پر دلالت کررہا ہے۔

اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا کہ "زید پردیس میں ہے، اس کی جانب سے اس کا کوئی عزیز قربانی کردے تو فرض زید پر سے اتر جائے گا یا اجازت کی ضرورت ہے؟

آپ رضی اللہ عنہ نے جواباً ارشاد فرمایا کہ "قربانی وصدقۂ فطر "عبادت" ہے اور

عبادت میں نیت ''شرط'' ہے تو بلا اجازت ''نا ممکن'' ہے، ہاں اجازت کے لئے ''صراحۃً ''ہونا ضروری نہیں، ''دلالت'' کافی ہے مثلاً زید، اس کے عیال میں ہے، اس کا کھانا پہننا، سب اس کے پاس سے ہوتا ہے یا یہ (عزیز) اس کا وکیلِ مطلق ہے، اس کا کاروبار یہ کیا کرتا ہے، ان صورتوں میں ادا ہو جائے گی۔'' (فتاویٰ رضویہ۔ جلد ہشتم)

﴿قربانی کا وقت﴾

سوال:۔ قربانی کا وقت کیا ہے؟

جواب:۔ قربانی کا وقت 10 ذی الحجہ کے طلوعِ صبحِ صادق سے 12 ذی الحجہ کے غروبِ آفتاب تک ہے یعنی تین دن، دو راتیں۔ ان دنوں کو '' **ایامِ نحر** '' کہتے ہیں۔ (درِ مختار، جلد دوم۔ کتاب الاضحیہ)

﴿یہاں چند باتیں مزید ذہن نشین رکھیں۔﴾

(۱) پہلے دن قربانی سب سے افضل ہے، دوسرے دن اس سے کم اور آخری دن سب سے کم درجہ ہے۔ (عالمگیری۔ جلد پنجم)

مدینہ :۔ کاش! ''جانور کی قیمتوں'' اور ''قصائی کی اجرت'' میں کمی پر نگاہ رکھتے ہوئے خریداری یا ذبح کو تیسرے دن تک مؤخر کرنے والے مسلمان بھائی صرف افضلیت و ثواب کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے پہلے دن کی برکات سے حصہ حاصل کرنے کو سعادت مندی تصور کرتے!.......

(۲) دسویں کے بعد کی دونوں راتوں میں قربانی ہو سکتی ہے، مگر رات میں ذبح کرنا ''مکروہ'' ہے۔ (فتاویٰ عالمگیری)

(۳) شہر میں قربانی کی جائے تو یہ شرط ہے کہ ''نمازِ عید ہو چکے''، لھذا اگر نمازِ عید سے پہلے قربانی کی، نہ ہوئی۔ ہاں گاؤں، دیہات میں فجر کا وقت شروع ہوتے ہی

قربانی ہو سکتی ہے۔ (فتاویٰ عالمگیری)

اس بارے میں چند احادیث ملاحظہ فرمایئے۔

(۱) حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ "رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا" آج (یعنی عید الاضحیٰ) کے روز جو کام ہم سب سے پہلے کرتے ہیں وہ نماز ہے، پھر ہم واپس لوٹتے ہیں تو قربانی کرتے ہیں، جس نے اس طرح کیا تو اس نے ہمارے طریقے کو پالیا اور جس نے نماز سے پہلے قربانی کی تو وہ اس کے گھر والوں کے لئے گوشت ہے جس کا قربانی سے کوئی تعلق نہیں۔ (بخاری۔ کتاب الاضاحی)

(۲) حضرتِ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ "جس نے نماز سے پہلے قربانی کی تو اس نے اپنے لئے کی اور جس نے نماز کے بعد کی تو اس کی قربانی پوری ہوئی اور اس نے مسلمانوں کے طریقے کو پالیا۔" (بخاری۔ کتاب الاضاحی)

(۳) اگر شہر میں متعدد مقامات پر نمازِ عید ہوتی ہے تو پہلی جگہ نمازِ عید ہو جانے کے بعد قربانی جائز ہے یعنی یہ ضروری نہیں کہ عید گاہ (یا آپ کی قریبی مسجد) میں نماز ہو جائے تب ہی قربانی کی جائے۔" (درمختار۔ جلد دوم)

﴿عید کے دن قربانی کے بجائے صدقہ﴾

سوال:۔ اگر کوئی شخص ان دنوں میں قربانی نہ کرے بلکہ اتنی ہی رقم کسی غریب کو دے دے تو کیا یہ درست ہے؟

جواب:۔ وہ شخص دو حال سے خالی نہ ہوگا۔ غنی ہوگا یا فقیر۔ اگر غنی ہے تو یقیناً صدقہ کرنے سے واجب ادا نہ ہوگا، قربانی ہی کرنی ہوگی اور اگر فقیر ہے تو اگرچہ اس پر قربانی واجب نہیں لیکن اس کے لئے بھی قربانی کرنا ہی افضل ہے، کیونکہ رحمتِ عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا" جو روپیہ عید کے دن قربانی میں خرچ کیا گیا اس سے زیادہ کوئی روپیہ پیارا

نہیں۔"(طبرانی)

"فتاویٰ عالمگیری" میں ہے کہ "**ایام نحر**" میں قربانی کرنا، اتنی رقم صدقہ کرنے سے افضل ہے کیونکہ قربانی واجب ہے یا سنت، جب کہ صدقہ کرنا محض نفل ہے، لھذا قربانی (ہی) افضل ہوئی۔"

﴿قربانی کرنے والے کا بال و ناخن کاٹنا﴾

سوال:۔ جس پر قربانی واجب ہے، کیا اس پر واجب ہے کہ وہ ذی الحجہ کے پہلے دس دن تک اپنے بال وغیرہ نہ کاٹے؟

جواب:۔ مسلم شریف (باب نہی من دخل علیه عشر ذی الحجه وهی مرید التضحیه ان یاخذ من شعره و اظفاره شیئا) میں ہے، "نبی کریم ﷺ کی زوجہ بیان فرماتی ہیں کہ "رسول اللہ ﷺ نے فرمایا" جس شخص کے پاس ذبح کرنے کے لئے کوئی ذبیحہ ہو تو جب ذوالحجہ کا چاند نظر آجائے تو وہ قربانی کرنے تک اپنے بالوں اور ناخنوں کو بالکل نہ کاٹے۔"

بظاہر اس حدیثِ پاک سے معلوم ہوتا ہے کہ بال نہ کاٹنا "لازم و ضروری" ہے، لیکن حقیقت یہ نہیں، بلکہ حدیثِ پاک سے صحیح اخذ شدہ مسئلہ وہ ہے جو آقائے نعمت اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا۔ آپ سے سوال کیا گیا کہ "کوئی شخص قربانی کے ارادے کے باوجود اپنے بال و ناخن وغیرہ کٹوا لے تو اس نے حدیثِ پاک میں حکم نہ مانا اور حکم عدولی کی، تو اس کے بارے میں شرع شریف میں کیا حکم ہے؟" اور اس کی قربانی صحیح ہوگی یا اس میں کوئی نقص پیدا ہو جائے گا؟"

آپ نے جواباً فرمایا "یہ حکم صرف "استحبابی" ہے کرے تو بہتر، نہ کرے تو مضایقہ نہیں، نہ اسے حکم عدولی کہہ سکتے ہیں، نہ قربانی میں نقص آنے کی کوئی وجہ بلکہ

اگر اس شخص نے اکتیس (۳۱) دن سے "کسی عذر کے سبب خواہ بلا عذر" ناخن نہ تراشے ہوں، خط نہ بولیا ہو کہ ذی الحجہ کا چاند ہو گیا تو وہ اگر چہ قربانی کا ارادہ رکھتا ہو، اس مستحب پر عمل نہیں کر سکتا (کیوں) کہ اب دسویں تک (باقی) رکھے گا تو ناخن و خط بنوائے ہوئے اکتالیسواں دن ہو جائے گا، اور چالیس دن سے زیادہ نہ بنوانا گناہ ہے، فعلِ مستحب کے لئے گناہ نہیں کر سکتا۔" (فتاوی رضویہ۔ جلد ہشتم)

سوال:۔۔۔ کیا کوئی ایسی صورت ہے کہ "قربانی کی سنت پر عمل پیرا ہونے سے "معذور مسلمان" بھی اس کا ثواب پا لیتے ؟

جواب:۔۔۔ جی ہاں! نسائی شریف (باب من لم یجد الاضحیہ) میں حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص سے فرمایا "مجھے ذی الحجہ کی دسویں تاریخ کو عید کرنے کا حکم ہوا، اللہ عزوجل نے اس دن کو میری امت کے لئے عید بنایا۔" اس شخص نے عرض کی، "یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! اگر میرے پاس مَنِیحَہ کے علاوہ کوئی جانور نہ ہو تو کیا میں اسی کی قربانی کر دوں ؟" فرمایا "نہیں، ہاں تم اپنے بال اور ناخن اور مونچھیں ترشواؤ اور موئے زیرِ ناف مونڈو، اسی میں تمھاری قربانی اللہ تعالیٰ کے نزدیک پوری ہو جائے گی۔ (یعنی قربانی کی استطاعت نہ ہونے کی صورت میں ان چیزوں کے کرنے سے ثواب حاصل ہو جاتا ہے۔)

مدینہ :۔ منیحہ ، اس جانور کو کہتے ہیں جو کسی نے دودھ وغیرہ سے نفع اٹھانے کے لئے کچھ دنوں کی خاطر دوسرے کو دیا ہو۔ یہ چونکہ دوسرے کی امانت ہوتا ہے لھذا مدنی آقا ﷺ نے اس کی قربانی سے منع فرمایا۔

﴿قربانی کے جانور﴾

سوال:۔ قربانی کے جانور کون کون سے ہیں ؟ اور ان کی عمریں کتنی ہونی چاہئیں ؟

جواب:۔ شرعی اعتبار سے قربانی کے جانور تین قسم کے ہیں۔

(۱)اونٹ (۲)گائے (۳) بکری۔

ان تینوں قسموں میں ان کی نوعیں بھی داخل ہیں، چنانچہ نر، مادہ، خصی وغیر خصی، سب کا حکم یکساں ہے یعنی ان سب کی قربانی ہو سکتی ہے۔

بھینس کو گائے کے ساتھ اور بھیڑ اور دنبہ کو بکری کے ساتھ شامل وشمار کیا جائے گا، چنانچہ ان کی قربانی بھی ہو سکتی ہے۔(فتاویٰ عالمگیری)

مدینہ .۔چونکہ قربانی کے جانور، شریعت کی جانب سے "مخصوص" ہیں، لھذا اگر کوئی "ضرورت سے زیادہ سمجھ دار" یہ چاہے کہ "ان دنوں میں "خرگوش "یا" مرغا مرغی" ذبح کرنے کی "سعادت" حاصل کر کے قربانی کرنے والوں کی فہرست میں اپنا نام لکھوالے تو یہ اس کا ایک ایسا خواب ہے کہ جس کی تعبیر اسے خوابوں میں ہی حاصل ہو سکتی ہے، دنیا میں تا قیامت ممکن نہیں۔

﴿جانوروں کی عمریں﴾

(۱)اونٹ، کم از کم پانچ سال۔ (۲)گائے، کم از کم دو سال۔

(۳)بکری، کم از کم ایک سال۔"......

جانور اگر مقررہ عمر سے کم ہو تو قربانی "نہ" ہو گی اور اگر زیادہ عمر کا ہو تو "جائز" بلکہ "افضل" ہے۔ہاں اگر دنبہ یا بھیڑ کا چھ ماہ کا بچہ، اتنا بڑا ہو کہ دور سے دیکھنے میں سال بھر کا لگے، تو اس کی قربانی جائز ہے۔(درمختار)

حضرتِ جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ "رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا "صرف " مُسِنَّہ "(یعنی ایک سال کی بکری ، دو سال کی گائے اور پانچ سال کے اونٹ) کی قربانی کرو، ہاں اگر تم کو دشوار ہو تو چھ ، سات ماہ کا دنبہ یا مینڈھا ذبح کرو۔"
(مسلم شریف۔ باب سن الاضحیہ)

﴿قربانی میں شرکاء کے مسائل﴾

سوال: ۔ان جانوروں میں کتنے حصے دار شامل ہو سکتے ہیں؟

جواب: ۔ بکری و بکرا اور دنبہ و بھیڑ وغیرہ تو صرف "ایک کی طرف سے ہی" ادا ہو سکتی ہے، چنانچہ اگر اس میں دو آدمی شریک ہوئے تو کسی کی بھی نہ ہو گی (مثلاً زید و عمرو نے پانچ ، پانچ سو روپے ملا کر ایک بکرا خریدا اور یہ نیت کی کہ یہ ہم دونوں کی طرف سے ہے تو کسی کی بھی قربانی نہ ہو گی۔ یونہی گھر کا سرپرست ایک بکرا لا کر اس طرح نیت کرے کہ "یہ ایک جانور میرے پورے گھر والوں کی طرف سے" تو کسی کی طرف سے بھی ادا نہ ہو گی، ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ "قربانی تو اپنی طرف سے کرے اور اس کا ثواب تمام گھر والوں کو بخش دے۔).....

ہاں! گائے اور اونٹ میں سات آدمی حصہ ملا سکتے ہیں۔.....

☆ حضرتِ جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنھما سے روایت ہے کہ "رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا "گائے سات آدمیوں کی طرف سے اور اونٹ سات آدمیوں کی طرف سے کفایت کر سکتا ہے۔" (ابو داؤد شریف۔ باب البقر و الجزور عن کم تجزیٔ)

گائے یا اونٹ میں شریک افراد کو درجِ ذیل مسائل کا یاد رکھنا بے حد ضروری ہے۔

(۱) اگر اونٹ یا گائے کے شرکاء میں سے کسی کا حصہ ، ساتویں حصے سے کم ہوا

توبقیہ چھ کی قربانی بھی نہ ہو گی۔(در مختار۔رد المحتار)

☆ مثلاً ۷۰۰۰ کی گائے میں پانچ نے ایک، ایک ہزار روپے، چھٹے نے ڈیڑھ ہزار اور ساتویں نے پانچ سو روپے ملائے تواب چونکہ آخری شخص کا حصہ ساتویں حصے سے کم ہے، لھذا!!ان میں سے کسی کی بھی قربانی نہ ہوئی۔

(۲) ایک گائے میں آٹھ آدمی شریک ہوئے، کسی کی بھی قربانی نہ ہو گی۔ (کیونکہ ان میں سے ہر ایک کا حصہ، ساتویں حصے سے کم ہے۔) (رد المحتار)

(۳) شرکاء میں سے کوئی ایک "کافر (یا مرتد)" ہے تو کسی کی بھی قربانی نہ ہو گی۔ (در مختار)

مدینہ :۔ مندرجہ بالا مسئلے کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے گائے وغیرہ میں شریک ہونے سے پہلے اچھی طرح اطمینان کر لیں کہ "شرکاء میں سے کوئی بد مذھب" تو نہیں، ورنہ آپ کی قربانی یقیناً ضائع ہو جائے گی۔

(۴) شرکاء میں سے کسی ایک کی نیت فقط "گوشت حاصل کرنے" کی ہے، قربانی کی نہیں توبقیہ کی قربانی بھی نہ ہو گی۔

☆ مثلاً شرکاء نے زید کو گائے میں شریک ہونے کی دعوت دی۔ زید جواباً کہتا ہے کہ "میں تو قربانی کے لئے بکرا خرید چکا ہوں چلو ایسا ہے کہ میں شریک ہو کر کباب وغیرہ کے لئے گوشت لے لیتا ہوں، آپ لوگ قربانی کر لیجئے گا۔" تو اس صورت میں کسی کی بھی قربانی نہ ہو گی۔) (رد المحتار)

مدینہ :۔ مذکورہ مسئلے کے پیشِ نظر شریک ہونے سے قبل یہ اطمینان بھی کر لیں کہ سب شرکاء کی نیت قربانی کی ہی ہے یا نہیں؟

(۵) شرکاء میں سے ایک کی نیت "اس سال کی قربانی" کی ہے اور باقیوں کی

نیت گزشتہ سال کی قربانی کی ہے تو اس سال کی قربانی کی نیت کرنے والے کی قربانی درست اور باقی سب کی نیت باطل ہے۔ کیونکہ سالِ گزشتہ کی قربانی اس سال نہیں ہو سکتی۔(جیساکہ عنقریب وضاحت کے ساتھ بیان ہوگا۔ان شاء اللہ تعالیٰ)...ان لوگوں کی یہ قربانی نفل ہوئی اور ان پر لازم ہے کہ "گوشت کو صدقہ "کردیں بلکہ ان کا ساتھی کہ جس کی قربانی صحیح ہوئی،وہ بھی گوشت صدقہ کردے۔"(ردالمحتار)

(۶) شرکاء میں سے کچھ قربانی اور کچھ عقیقہ کرنے کی نیت کریں، یہ درست ہے۔ (ردالمحتار)

(۷) قربانی کے لئے گائے خریدی (یعنی اس کا اکیلے کرنے کا ارادہ ہے) پھر اس میں چھ اشخاص کو شریک کر لیا، سب کی قربانیاں ہو جائیں گی، مگر ایسا کرنا "مکروہ" ہے، ہاں اگر خریدتے وقت ہی اس کا یہ ارادہ تھا کہ "اس میں دوسروں کو شریک کروں گا" تو اب یہ "مکروہ" نہیں۔ اور اگر خریدنے سے پہلے ہی شرکت کرلی جائے تو یہ سب سے بہتر ہے۔ (عالمگیری)

(۸) غیر مالکِ نصاب (یعنی شرعی فقیر) نے قربانی کے لیے گائے خریدی تو خریدتے ہی اس پر اس گائے کی قربانی واجب ہو جائے گی اب یہ دوسروں کو شریک نہیں کر سکتا۔ (عالمگیری)

(۹) شرکت میں گائے کی قربانی ہوئی تو ضروری ہے کہ "گوشت وزن کر کے تقسیم کیا جائے، اندازے سے تقسیم نہ کیا جائے، کیونکہ ہو سکتا ہے کہ "کسی کو زائد اور کسی کو کم ملے" اور یہ "ناجائز" ہے۔ یہاں یہ خیال نہ کیا جائے کہ "کم و بیش" ہوگا تو ہر ایک دوسرے کے لئے جائز کردے گا، یعنی یوں کہہ دے گا کہ "اگر کسی کو زائد پہنچ گیا ہے تو معاف کیا،" کہ یہاں عدمِ جواز (یعنی جائز نہ ہونا)، حقِ شرع (یعنی شریعت کا

حق) ہے اور ان کو اس کے معاف کرنے کا حق واختیار حاصل نہیں ۔ (درِ مختار)

مدینہ :۔ اگر آپ گوشت تولنے کی مشقت سے بچنا چاہتے ہیں تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ " پہلے ، شرکاء میں سے کسی ایک کو تمام گوشت کا مالک کر دیں ، اب چونکہ وہ اس تمام گوشت کا مالک ہے ، لھذا اسے اختیار حاصل ہے کہ اپنے گوشت کو جس طرح چاہے تقسیم کرے " تول کر یا بے تولے ۔ " اب وہ اس کے اندازے سے سات حصے کر کے باقی شرکاء کو ان کا مالک بنا دے ۔

﴿قربانی کے جانور کی خصوصیات﴾

سوال :۔ قربانی کا جانور کیسا ہونا چاہیئے ؟

جواب :۔ مستحب ہے کہ قربانی کا جانور خوب فربہ ، خوبصورت اور بڑا ہو ۔ (عالمگیری)

☆ حضرتِ بقیہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ " رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا " اللہ تعالی کے نزدیک زیادہ پسندیدہ قربانی وہ ہے جو زیادہ مہنگی اور زیادہ فربہ ہو ۔ " (سنن کبری)

☆ یحیٰی بن سعید رضی اللہ عنھما کا بیان ہے کہ " میں نے ابو امامہ بن سہل رضی اللہ عنھا کو فرماتے ہوئے سنا کہ " مدینہ منورہ میں ہم قربانی کے جانوروں کو خوب موٹا کرتے ور سب مسلمانوں کا یہی معمول تھا ۔ " (بخاری ۔ باب فی اضحیۃ النبی ﷺ)

﴿جانور کے عیوب﴾

سوال :۔ وہ کون کون سے عیوب ہیں کہ جن کے باعث قربانی جائز نہیں رہتی ؟

جواب :۔ عیب سے متعلق اجمالاً یہ مسئلہ یاد رکھیں کہ " قربانی کے جانور کو عیب سے خالی ہونا چاہیئے ۔ تھوڑا عیب ہو گا تو قربانی ہو جائے گی مگر مکروہ ہو گی اور زیادہ ہو تو ہو گی ہی نہیں ۔ " (عالمگیری)

عیوب کی تفصیل:۔ جب آپ جانور خریدنے جائیں تو اسے اچھی طرح ہر طرف سے دیکھ لیں، کیونکہ عیب دار جانور ذبح کرنے کی صورت میں واجب ادا نہ ہوگا اور دوسرا جانور خریدنا پڑے گا۔ چنانچہ درج ذیل تفصیل کو اچھی طرح ذہن نشین کر لیجئے تاکہ آپ خود بھی غلطی اور دھوکے سے بچ سکیں اور دوسروں کو بھی بچانے میں کامیاب ہو جائیں۔ چنانچہ....

﴿ان جانوروں کی قربانی نہ ہو گی﴾

(۱) جس کی ناک کٹی ہو۔ (۲) اندھے اور کانے کی۔ (۳) جس کے پیدائشی دونوں یا ایک کان نہ ہوں۔ (چھوٹے کانوں والے کی جائز ہے۔) (۴) جس کا کان تہائی (یعنی تیسرے حصے) سے زیادہ کٹا ہو۔ (تہائی سے کم ہو تو قربانی ہو جائے گی) (۵) جس کا دونوں یا ایک سینگ اگنے کے مقام سے ٹوٹا ہوا ہو۔ (لھذا اگر اوپر سے ٹوٹا ہو تو ہو جائے گی... یونہی اگر پیدائشی سینگ نہ ہوں تو بھی ہو جائے گی۔) (۶) جس کی دم یا چکی تہائی سے زیادہ کٹی ہو۔ (تہائی سے کم ہو تو قربانی ہو جائے گی)۔ (۷) اتنا لاغر کہ جس کی ہڈیوں میں مغز (یعنی گودا) نہ ہو۔ (۸) لنگڑا جو قربان گاہ تک اپنے پاؤں سے نہ جا سکے۔ (۹) جس کے دانت نہ ہوں۔ (یعنی جس کے دانت اگنے کے بعد جھڑ گئے ہوں، چنانچہ اگر اس کے دانت پیدائشی طور پر نہ اگے اور وہ سال بھر کا ہو چکا ہے تو اس کی قربانی جائز ہے۔ "فتاوی قاضی خان" میں ہے جس جانور کے دانت ٹوٹ گئے ہوں تو اگر اتنے دانت باقی ہیں کہ جن سے وہ چارہ کھا سکتا ہے تو اس کی قربانی جائز ہے ورنہ نہیں) (۱۰) اگر بکری کی زبان کٹی ہوئی ہو اور وہ چارہ کھا سکتی ہو تو اس کی قربانی جائز ہے ورنہ نہیں (تتار خانیہ) (۱۱) جس بکری کا ایک تھن یا گائے کے دو تھن "کٹے"

یا "خشک" ہوں۔ (۱۲) جس جانور میں اس حد تک جنون ہو کہ "چر تا بھی نہ ہو۔

(درِ مختار۔ عالمگیری۔ رد المحتار)

﴿عیوب سے متعلقہ احادیثِ مبارکہ﴾

☆ حضرتِ براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ "رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس کھڑے ہوئے اور فرمایا" چار قسم کے جانوروں کی قربانی جائز نہیں ☆ کانا، جس کا کانا ہونا ظاہر ہو ☆ بیمار، جس کا مرض ظاہر ہو ☆ لنگڑا، جس کا لنگڑا ہونا ظاہر ہو ☆ اور بوڑھا، جس کی ہڈیوں میں گودا' نہ ہو۔ (ابو داؤد)

☆ حضرتِ عتبہ بن عبد السلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ "رسول اللہ ﷺ نے اس جانور کی قربانی سے منع فرمایا ہے کہ "جس کا کان اکھاڑ لیا جائے اور اس کا سوراخ ظاہر ہو جائے، جس کے سینگ جڑ سے اکھاڑ لئے جائیں، جس کی آنکھ میں روشنی نہ رہے، جو اس قدر دبلا ہو کہ بکریوں کے ریوڑ کے ساتھ نہ چل سکے اور جس کی ٹانگ ٹوٹی ہوئی ہو۔" (ابو داؤد)

☆ حضرتِ علی رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ "رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیا ہے کہ "ہم قربانی کے جانور کی آنکھوں اور کانوں کو بغور دیکھ لیا کریں اور کانے جانور کی قربانی نہ کریں اور اس کی کہ جس کان کی اگلی جانب کٹی ہوئی ہو اور نہ اس کی کہ جس کے کان کی پچھلی جانب کٹی ہوئی ہو اور نہ اس کی جس کے کان میں بطورِ علامت سوراخ ہو اور نہ اس کی کہ جس کا کان چرا ہوا ہو۔" (سنن کبریٰ۔ جلد ۹)

﴿خصی و غیر خصی جانور﴾

سوال:۔ خصی جانور کی قربانی افضل ہے یا غیر خصی کی؟

جواب:۔ خصی جانور کی قربانی افضل و اعلیٰ ہے، ہمارے مدنی آقا ﷺ نے جو مینڈھے

ذبح فرمائے وہ بھی خصی تھے، جیسا کہ ابو داؤد شریف میں حضرتِ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ "نبی اکرم ﷺ نے قربانی کے دن "دو" سرمئی رنگ کے سینگوں والے خصی مینڈھے ذبح کیے۔"

درِ مختار میں ہے کہ "بکری، بکرے سے افضل ہے مگر خصی بکرا بکری سے افضل ہے۔"

سوال:۔ بعض غیر خصی بکرے اپنا پیشاب پیتے ہیں اور ان سے سخت بدبو آتی ہے، کیا ان کی قربانی درست ہے؟

جواب:۔ بہارِ شریعت" میں ہے کہ "بکرا جو خصی نہیں ہوتا وہ اکثر پیشاب پینے کا عادی ہوتا ہے اور اس میں ایسی سخت بدبو پیدا ہو جاتی ہے کہ جس راستے سے گزرتا ہے وہ راستہ کچھ دیر کے لئے بدبودار ہو جاتا ہے، اس کا حکم یہ ہے کہ "اگر اس کے گوشت سے بدبو دفع ہو گئی ہو تو کھا سکتے ہیں ورنہ "مکروہ و ممنوع" ہے۔"

﴿بعد میں عیب پیدا ہونا﴾

سوال:۔ جس وقت جانور خریدا، بالکل درست تھا لیکن بعد میں عیب دار ہو گیا تو اب اس کا کیا حکم ہے۔؟

جواب:۔ اگر قربانی کرنے والا صاحبِ نصاب ہے تو دوسرے جانور کی قربانی کرے اور فقیر ہے تو دیکھا جائے گا کہ اس نے خود اپنے آپ پر قربانی واجب کی تھی یا نہیں؟ اگر کی تھی تو دوسرا لائے ورنہ اسی کو ذبح کرلے۔ (ردالمحتار)

مدینہ:۔ خود واجب کرنے کی صورت یہ ہے کہ "یا تو اس نے قربانی کی نیت سے جانور خریدا یا منت مانی کہ بکری قربان کروں گا۔"

سوال:۔ اگر بوقتِ ذبح عیب پیدا ہوا تو اب غنی اور فقیر کے لئے کیا حکم ہے؟

جواب:۔ اس صورت میں دونوں کے لئے یہ عیب مضر نہیں، اسی جانور کی قربانی کریں، ادا ہو جائے گی۔ "درِ مختار" میں ہے "قربانی کرتے وقت جانور اچھلا کودا جس کی وجہ سے عیب پیدا ہو گیا، یہ عیب مضر نہیں یعنی قربانی ہو جائے گی۔"

سوال:۔ اگر جانور قربانی سے پہلے مر گیا تو.....؟

جواب:۔ غنی نیا لائے فقیر نہیں۔ درِ مختار میں ہے کہ "قربانی کا جانور مر گیا تو غنی پر لازم ہے کہ دوسرے جانور کی قربانی کرے اور فقیر کے ذمہ دوسرا جانور واجب نہیں۔"

سوال:۔۔۔ اگر جانور گم ہو گیا یا چوری ہو گیا تو کیا کیا جائے؟

جواب:۔۔۔ اس کا بھی وہی حکم ہے کہ غنی نیا جانور لائے جبکہ فقیر پر دوسرا جانور واجب نہیں۔ اور (بالفرض) اگر ان دونوں نے نیا جانور خرید لیا اور اب پہلے والا مل گیا تو غنی کو اختیار ہے کہ دونوں میں سے جس ایک کو چاہے قربان کرے اور فقیر پر واجب ہے کہ دونوں کی قربانیاں کرے۔" (درِ مختار)

مدینہ :۔ نیا جانور خریدنے کی صورت میں "غنی اور فقیر" میں فرق اس لئے ہے کہ غنی کے کسی جانور کو خرید لینے سے اس پر اسی جانور کی قربانی واجب نہیں ہوتی، اسکی جگہ دوسرا جانور بھی قربان کر سکتا ہے جبکہ فقیر جس جانور کو قربانی کی نیت سے لے لے تو اس پر اسی کی قربانی واجب ہو جاتی ہے۔ فتاویٰ عالمگیری میں ہے "فقیر نے قربانی کے لئے جانور خریدا، اس اسی جانور کی قربانی واجب ہے اور اگر غنی خریدتا تو اس خریدنے سے قربانی اس پر واجب نہ ہوتی"۔

﴾جانور کے بچے کا حکم﴿

سوال:۔ اگر جانور، ذبح سے قبل بچہ دے دے تو کیا کریں؟

جواب:۔ اس کے جواب کے لئے درج ذیل مسائل یاد رکھئے۔

(۱) قربانی کے لئے جانور خریدا تھا قربانی کرنے سے پہلے اس کے بچہ پیدا ہوا، تو بچہ کو بھی ذبح کر ڈالیں۔

(۲) اگر بچہ کو بیچ ڈالا تو اس کی قیمت صدقہ کردے۔

(۳) اگر نہ ذبح کیا، نہ فروخت کیا اور قربانی کے دن گزر گئے تو اس کو زندہ صدقہ کردے۔

(۴) اگر مذکورہ بالا افعال میں سے کچھ بھی نہ کیا اور بچہ اسی کے یہاں رہا، یہاں تک کہ (اگلے سال) قربانی کا زمانہ آگیا اور یہ چاہتا ہے کہ اس سال کی قربانی میں اس کو ذبح کرے تو یہ نہیں کر سکتا اور اگر قربانی اسی کی کردی تو دوسری قربانی پھر کرے کہ وہ (پہلی) قربانی نہیں ہوئی اور وہ ذبح کیا ہوا بچہ صدقہ کردے بلکہ ذبح سے جو کچھ اس کی قیمت میں کمی ہوئی اسے بھی صدقہ کردے۔

☆ حضرتِ حجیہ بن عدی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ "حضرتِ علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ 'گائے کی قربانی سات آدمیوں کی طرف سے کافی ہے۔' "میں نے عرض کی "اگر بچہ جنے؟" فرمایا، "اس کو بھی ساتھ ہی ذبح کردو۔"

(ترمذی۔ باب فی الاشتراك فی الاضحیه)

﴾قربانی سے قبل جانور سے نفع اٹھانا﴿

سوال:۔ کیا قربانی سے پہلے جانور سے کسی قسم کا نفع اٹھانا جائز ہے؟

جواب:۔ جی نہیں! اس سلسلے میں درج ذیل مسائل یاد رکھئے۔

(۱) ذبح سے پہلے قربانی کے جانور کے بال اپنے کسی کام کے لئے کاٹ لینا یا اس کا دودھ دوہنا "مکروہ و ممنوع" ہے۔(در مختار)

(۲) اور قربانی کے جانور پر سوار ہونا "یا" اس پر کوئی چیز لادنا "یا" اس کو اجرت پر دینا" غرض اس سے منافع حاصل کرنا ممنوع ہے۔(در مختار)

(۳) اگر اس نے اون کاٹ لی "یا" دودھ دوہ لیا تو اسے صدقہ کر دے۔اور اگر اجرت پر جانور کو دیا ہے تو اجرت کو صدقہ کر دے۔(در مختار)

(۴) اگر خود سوار ہوا "یا" اس پر کوئی چیز لادی "تو اس کی وجہ سے جانور میں جو کچھ کمی آئی تو اتنی مقدار میں صدقہ کرے۔ (در مختار)

(۵) جانور دودھ والا ہے تو اس تھن پر ٹھنڈا پانی چھڑکے تاکہ دودھ خشک ہو جائے، اگر اس سے کام نہ چلے تو جانور کو دوہ کر دودھ صدقہ کر دے۔(عالمگیری)

﴿ذبح کا طریقہ و دیگر مسائل﴾

سوال: قربانی کو اپنے ہاتھ سے ذبح کرنا افضل ہے یا قصائی سے کروانا؟

جواب: فتاویٰ عالمگیری" میں ہے، "بہتر ہے کہ اپنی قربانی اپنے ہاتھ سے کرے اگر اچھی طرح ذبح کرنا جانتا ہو اور اگر اچھی طرح نہ جانتا ہو تو دوسرے کو حکم دے وہ ذبح کرے مگر اس صورت میں بہتر یہ ہے کہ وقتِ قربانی حاضر ہو۔"

ہمارے پیارے آقا ﷺ نے خود اپنے دستِ مبارک سے جانور ذبح فرمایا، جیسا کہ "بخاری شریف (باب من ذبح الاضاحی بیدہ) میں ہے کہ "حضرتِ انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ "رسول اللہ ﷺ نے دو چتکبرے دنبوں کی قربانی دی، پس میں نے دیکھا کہ آپ نے اپنا قدم مبارک ان کے پہلوؤں پر رکھا، بسم اللہ اور تکبیر پڑھی پھر اپنے دستِ اقدس سے دونوں کو ذبح فرمایا۔"

معلوم ہوا کہ خود اپنے ہاتھ سے ذبح کرنا "سنتِ مبارکہ" ہے۔

سوال:۔ ذبح کرنے کا سنت کے مطابق طریقہ کیا ہے اور بوقتِ ذبح کن چیزوں کا خیال رکھا جانا چاہیئے؟

جواب:۔ (۱) مستحب ہے کہ جانور کو لٹانے سے پہلے چھری تیز کر لیں، لٹانے کے بعد تیز کرنا مکروہ ہے۔ (در مختار)

(۲) قربانی سے پہلے جانور کو چارہ پانی دیں یعنی بھوکا، پیاسا ذبح نہ کریں۔ (بہار شریعت)

(۳) ایک جانور کو دوسرے جانور کے سامنے ذبح نہ کریں۔ (ایضاً)

(۴) جانور کو بائیں پہلو پر اس طرح لٹائیں کہ اس کا منہ قبلہ کی طرف ہو۔ (ایضاً)

(۵) ذبح سے پہلے یہ دعا پڑھی جائے، "اِنِّیْ وَجَّھْتُ وَجْھِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفاً وَّ مَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ اِنَّ صَلوٰتِیْ وَ نُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَ مَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ لاَ شَرِیْکَ لَہٗ وَ بِذٰالِکَ اُمِرْتُ وَ اَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ،اَللّٰھُمَّ لَکَ وَمِنْکَ بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ۔ (ایضاً)

اسے پڑھ کر ذبح کر دے، قربانی اپنی طرف سے ہو تو ذبح کے بعد یہ دعا بھی پڑھے، "اَللّٰھُمَّ تَقَبَّلْ مِنِّی کَمَا تَقَبَّلْتَ مِنْ خَلِیْلِکَ اِبْرَاہِیْمَ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَ حَبِیْبِکَ مُحَمَّدٍ ﷺ۔ (ایضاً)

(۶) مستحب یہ ہے کہ "ذبح کے وقت بسم اللہ اللہ اکبر کہے یعنی بسم اللہ اور اللہ اکبر کے درمیان "واؤ" نہ لائے، اگر بسم اللہ واللہ اکبر، "واؤ" کے ساتھ کہا تو جانور اس صورت میں بھی حلال ہوگا مگر بعض علماء اس طرح کہنے کو "مکروہ" بتاتے ہیں۔

(درمختار)

(۷) دوسرے سے ذبح کرایا خود اپنا ہاتھ بھی چھری پر رکھ دیا کہ دونوں نے مل کر ذبح کیا تو دونوں پر "بسم اللہ" کہنا "واجب" ہے، ایک نے بھی "قصداً" چھوڑ دی یا یہ خیال کر کے چھوڑ دی کہ "دوسرے نے کہہ لی مجھے کہنے کی کیا ضرورت؟" تو دونوں صورتوں میں جانور حلال نہ ہوا۔ (درمختار)

اہم وضروری بات :۔

شریعت میں جہاں کہیں فرمایا گیا ہو کہ کہو یا پڑھو، وہاں اتنی آواز سے کہنا یا پڑھنا لازم وضروری ہوتا ہے کہ کہنے والے کے اپنے کان اپنی آواز کو سن لیں، بشرطیکہ قریب میں بہت زیادہ شور نہ ہو یا وہ شخص بہرا نہ ہو۔ اگر شور نہیں اور سماعت بھی درست ہے لیکن پھر بھی اتنی آہستہ آواز رکھی کہ کانوں کو سنائی نہ دی یا بالکل ہونٹ ہی نہ ہلائے، صرف دل ہی دل میں کہہ یا پڑھ لیا تو کافی نہیں۔ "فتاویٰ عالمگیری" میں ہے، "قرأت اس کا نام ہے کہ تمام حروف مخارج سے ادا کئے جائیں کہ ہر حرف غیر سے صحیح طور پر ممتاز ہو جائے اور آہستہ پڑھنے میں بھی اتنا ضرور ہے کہ خود سنے، اگر حروف کی تصحیح تو کی مگر اس قدر آہستہ کہ خود نہ سنا اور کوئی مانع (یعنی رکاوٹ) مثلاً شور وغل یا ثقل سماعت بھی نہیں تو نماز نہ ہوئی، یونہی جس جگہ کچھ پڑھنا یا کہنا مقرر کیا گیا ہے، اس سے یہی مراد ہے کہ کم از کم اتنا کہ خود سن لے، مثلاً طلاق دینے، آزاد کرنے اور جانور ذبح کرنے میں۔

مذکورہ مسئلے کے پیشِ نظر قربانی کرتے ہوئے اگر ذبح کرنے والے نے (چاہے وہ صرف قصائی ہو یا خود قربانی کرنے والا یا دونوں نے چھری پر ہاتھ رکھا ہوا ہو۔) بسم اللہ اللہ اکبر، اتنی آواز سے نہ کہا کہ خود اس کے کان سن لیتے تو جانور "حرام

و مردار" ہو جائے گا۔لھذا خود بھی اس کا خیال رکھیں اور قصائی کو بھی بلند آواز سے کہنے کی تلقین کریں۔(یونہی جب مرغی وغیرہ خریدنے جائیں۔)

(۸) اپنا داہنا(سیدھا) گھٹنا،اس کے پہلو پر رکھ کر تیزی سے ذبح کریں۔ (بہارِ شریعت)

(۹) ہر وہ فعل جس سے جانور کو بلا فائدہ تکلیف پہنچے، "مکروہ" ہے، مثلاً جانور میں ابھی زندگی باقی ہو اور ٹھنڈا ہونے سے پہلے اس کی کھال اتارنا،اس کے اعضاء کاٹنا،یا اس کی گردن توڑ دینا۔(ہدایہ)

مدینہ :۔ قصائیوں کو عموماً بہت جلدی ہوتی ہے،وہ جانور کے ٹھنڈا ہونے کا انتظار کئے بغیر کھال اتارنا شروع کر دیتے ہیں، آپ انھیں ایسا ہرگز نہ کرنے دیں۔

سوال:۔ جانور کی کتنی اور کون کون سی رگیں کٹنا ضروری ہیں؟

جواب:۔ اس کے ضمن میں یہ دو مسئلے قابلِ غور ہیں۔

﴿1﴾ جو رگیں ذبح میں کاٹی جاتی ہیں وہ چار ہیں۔

(i) **حلقوم**:۔ یہ وہ ہے کہ جس میں سانس آتی جاتی ہے۔

(ii) **مَرِی**:۔اس سے کھانا،پانی اترتا ہے۔

(iii)و(iv)**وَدَجَین** :۔ حلقوم و مری کے اردگرد،وہ 'دو رگیں کہ جن میں خون کی روانی ہوتی ہے۔(درمختار)

﴿2﴾ ذبح کی ان چار رگوں میں سے تین کا کٹ جانا کافی ہے یعنی اس صورت میں بھی جانور حلال ہو جائے گا،اور اگر ان چاروں میں سے ہر ایک کا زیادہ حصہ کٹ جائے تو بھی جانور حلال ہو گا،اور اگر آدھی آدھی رگ کٹ گئی اور آدھی باقی ہے تو حلال نہ ہو گا۔ (فتاویٰ عالمگیری)

سوال:۔ اگر کسی نے "انتہائی جوش و جذبے" میں آکر جانور کی گردن ہی علیحدہ کر دی تو.....؟

جواب:۔ "ہدایہ شریف" میں ہے کہ "اگر سر کٹ کر جدا ہو جائے تو "مکروہ" ہے مگر وہ ذبیحہ کھایا جائے گا یعنی کراہت اس فعل میں ہے نہ کہ ذبیحہ میں۔

سوال:۔ کیا اونٹ کی گردن تین جگہ سے کاٹی جائے گی؟

جواب:۔ ہرگز نہیں، "بہارِ شریعت" میں ہے "عوام میں مشہور ہے کہ "اونٹ کو تین جگہ سے ذبح کیا جاتا ہے"، غلط ہے اور ایسا کرنا "مکروہ" ہے کہ بلا فائدہ ایذاء دینا ہے۔

﴿ذبح سے حلال ہونے کی شرائط﴾

سوال:۔ کیا ذبح سے جانور کے حلال ہونے کے لئے بھی کچھ شرطیں ہیں؟

جواب:۔ جی ہاں، اس کی پانچ شرائط ہیں۔

(۱) ذبح کرنے والا عاقل ہو۔ مجنون یا اتنا چھوٹا بچہ جو بے عقل ہو، ان کا ذبیحہ جائز نہیں، اور اگر چھوٹا بچہ ذبح کو سمجھتا ہو اور اس پر قدرت رکھتا ہو تو اس کا ذبیحہ حلال ہے۔

(۲) ذبح کرنے والا مسلم ہو یا کتابی۔ "مشرک و مرتد" کا ذبیحہ حرام و مردار ہے۔

(۳) اللہ عزوجل کے نام کے ساتھ ذبح کرنا۔ ذبح کرنے کے وقت اللہ عزوجل کے ناموں میں سے کوئی نام ذکر کرے، جانور حلال ہو جائے گا، یہ ضروری نہیں کہ لفظ "اللہ" ہی زبان سے نکالے۔

(۴) ذبح کے وقت غیر اللہ کا نام نہ لے۔

(۵) جس جانور کو ذبح کیا جائے وہ وقتِ ذبح زندہ ہو، اگرچہ اس کی زندگی کا تھوڑا ہی حصہ باقی رہ گیا ہو، ذبح کے بعد خون نکلنا یا جانور میں حرکت پیدا ہونا اسی لئے ضروری ہے کہ اس سے اس جانور کا زندہ ہونا معلوم ہوتا ہے۔ (عالمگیری)

﴿کتابی، بد مذہبوں اور فاسقوں کے ذبیحہ کا حکم﴾

سوال:۔.. کیا موجودہ دور کے کتابی حضرات کا ذبیحہ بھی جائز ہے؟

جواب:۔.. ان کے بارے میں علماء کرام کا اختلاف ہے، بعض جائز جبکہ بعض بالکل حرام فرماتے ہیں۔ایسی صورت میں مسلمانوں کو ان سے ذبح کروانے سے بچنا ہی چاہیئے۔اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں "شک نہیں کہ یہ نصاریٰ الوہیت وابنیت عبد اللہ وابنِ امتہ، سیدنا مسیح ابنِ مریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم کی صاف تصریح کرتے ہیں۔جو نصاریٰ ایسے ہیں اور یونہیں وہ یہود کہ "ابنیتِ عبد اللہ عزیر علیہ السلام مانیں، ان کا ذبیحہ حلال ہونے میں ہمارے ائمہ کا اختلاف ہے، جمہور مشائخ جانبِ حرمت گئے ہیں اور کہا گیا کہ اسی پر فتویٰ ہے۔اور بکثرت محققین تحقیقِ جواز فرماتے ہیں۔(کچھ آگے ارشاد فرمایا) ہاں کراہت میں شک نہیں کہ جب بے ضرورت "کتابی خالص" کے ذبیحے کو علماء ناپسند فرماتے ہیں، تو یہ بدتر درجے میں ہے۔"

(فتاویٰ رضویہ۔ جلد ہشتم)

سوال:۔.. کیا شیعہ، وہابی، دیوبندی وغیرہ کا ذبیحہ جائز ہے؟

جواب:۔.. اگر قصائی ان فرقوں میں سے کسی کے ساتھ تعلق کا دعویٰ کرتا ہے اور اس کے عقائد حدِ کفر تک پہنچے ہوئے ہیں۔تو یقیناً اس کا ذبیحہ "ناجائز و حرام و مردار" ہے۔

اس سلسلے میں اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ سے کیئے گئے چند سوالات اور ان کے جوابات حاضر خدمت ہیں۔

(1) کیا فرماتے ہیں علماءِ دین اس مسئلے میں کہ "شیعہ" کے یہاں کا ذبح کیا ہوا کھانا، دیگر جس کا عقیدہ درست نہ ہو، اس کا ذبح کھانا کیسا ہے؟

اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا "آج کل رافضی، تبرائی (یعنی اصحابِ رسول ﷺ پر لعن طعن کرنے والے) علی العموم (یعنی عام طور پر) کافر و مرتد ہیں، شائد ان میں گنتی کے ایسے نکلیں جو اسلام سے کچھ حصہ رکھتے ہوں، ان کا عام عقیدہ یہ ہے کہ "یہ قرآن شریف جو بحمد اللہ تعالیٰ ہمارے ہاتھوں میں موجود ہے، یہ نبی ﷺ کے بعد پورا نہ رہا، اس میں سے کچھ پارے یا سورتیں یا آیتیں صحابۂ کرام یا اہلسنت نے معاذ اللہ کم کر دیں، اور یہ بھی ان کے چھوٹے بڑے سب مانتے ہیں کہ حضرتِ مولیٰ علی رضی اللہ عنہ و دیگر ائمہ اطہار رضی اللہ عنہم، اگلے انبیاء کرام علیٰ نبینا و علیہم الصلوۃ والسلام سے افضل تھے، یہ دونوں عقیدے "خالص کفر" ہیں۔ جو شخص قرآنِ مجید سے ایک حرف، ایک نقطہ کی نسبت ادنیٰ احتمال کے طور پر کہے کہ "شائد کسی نے گھٹا دیا یا بڑھا دیا یا بدل دیا ہو"، وہ کافر ہے اور قرآنِ عظیم کا منکر، یونہیں جو کسی غیرِ نبی کو کسی نبی سے افضل بتائے، وہ بھی کافر۔ "اور جب کہ ان اشقیاء نے باوصف ادعائے اسلام (یعنی مسلمان ہونے کے دعوے کے ساتھ)، عقائدِ کفر اختیار کئے، تو مرتد ہوئے، "فتاویٰ عالمگیری" میں ہے " هٰؤُلَاءِ الْقَوْمُ خَارِجُوْنَ عَنْ مِلَّةِ الْاِسْلَامِ وَ اَحْكَامُهُمْ اَحْكَامُ الْمُرْتَدِّيْنَ، اور مرتد کے ہاتھ کا ذبیحہ "نرا حرام و مردار، سور کی مانند" ہے، اگرچہ اس نے لاکھ تکبیریں پڑھ کر ذبح کیا ہو۔"

(فتاوٰی رضویہ۔ جلد ہشتم)

(2) کیا فرماتے ہیں علماءِ دین ومفتیانِ شرع متین، اس مسئلہ میں، کہ "اگر کوئی شخص "فرقۂ غیر مقلدین" یا "فرقۂ قادیانی" یا "وھابیہ" سے ہو، اس کے ہاتھ کا ذبیحہ اہلسنت والجماعت کے واسطے کھانا جائز ہوگا یا نہیں؟

اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں "قادیانی صریح (یعنی بالکل واضح طور پر) مرتد ہیں، ان کا ذبیحہ قطعی مردار ہے اور غیر مقلدین وھابیہ پر بوجہ کثیرہ (یعنی کثیر وجوہات کی بناء پر) الزامِ کفر ہے، ان میں سے جو منکرِ ضروریاتِ دین ہیں، وہ تو بالاجماع (یعنی علمائے اسلام کے اتفاق کے ساتھ) "کافر ہی ہیں"، ورنہ فقہائے کرام ان پر حکمِ کفر فرماتے ہیں اور ذبیحہ کا حلال ہونا نہ ہونا، حکمِ فقہی ہے، خصوصاً وہی احتیاط کہ مانع تکفیر ہو، یہاں ان کے ذبیحہ کے کھانے سے منع کرتی ہے کہ جمہور فقہاءِ کرام کے طور پر "حرام ومردار" کا کھانا ہوگا، لھذا احتراز (یعنی بچنا) لازم ہے۔"

(فتاویٰ رضویہ۔ جلد ہشتم)

(۳) کیا فرماتے ہیں علماءِ دین کہ زید کا خسر "دیوبندی" ہے، وہ اپنی قیمت سے گوشت خرید کر بھیجتا ہے، لانے والا بھی "دیوبندی" ہے، تو یہ گوشت حلال ہے یا نہیں، نیز "دیوبندی" کی قربانی کا گوشت کیسا ہے؟

آپ نے جواباً فرمایا، "دیوبندی" کا ذبیحہ مردار ہے اور دیوبندی کا بھیجا ہوا گوشت اگرچہ مسلمان کا لایا ہوا ہو مردار ہے۔" (ایضاً)

(۴) کیا فرماتے ہیں علماءِ دین کہ "بوہروں کے یہاں کا ذبیحہ کیا ہوا گوشت، ان کے یہاں کا پکا ہوا کھانا اہلسنت والجماعت کھا سکتے ہیں یا نہیں؟"

ارشاد فرمایا، "بوہرے کہ اسماعیلی رافضی ہیں، ان کے ہاتھ کا ذبیحہ مردار ہے اور ان کے یہاں کا گوشت پکا ہوا بھی "حرام" ہے، مگر یہ کہ مسلمان نے ذبح کیا

اور اس وقت سے اِس وقت تک مسلمان کی نگاہ سے غائب نہ ہوا ہو۔ گوشت کے علاوہ باقی کھانوں پر اگرچہ قطعی حکم حرمت نہیں، مگر بہر حال احتراز (یعنی بچنا) ہی مناسب ہے۔" (ایضاً)

سوال :۔ کیا فاسق و فاجر کا ذبیحہ جائز ہے ؟

جواب :۔ مسلمان صحیح العقیدہ اگرچہ کتنا ہی "گناہ گار و فاسق و فاجر" ہو اس کا ذبیحہ بالکل جائز و درست ہے۔ اس کے ضمن میں بھی اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ سے کئے گئے چند سوالات اور ان کے جوابات پیشِ خدمت ہیں۔

(ا) ایک شخص نماز روزہ کرتا ہے لیکن شراب خور ہے، چنڈو (ایک قسم کا نشہ جو افیون پانی میں پکا کر اور حقہ کی طرح پیا جاتا ہے) و بھنگ وغیرہ، زناء و حرام خوری، چوری، آگ دیتا ہے (یعنی چتا میں) مگر ان فعلوں کو برا جانتا ہے، تو ایسے شخص کا ذبیحہ درست ہے یا نہیں ؟

جواب :۔ اس صورت میں زید فاسق ہے، مستحقِ عذابِ جہنم ہے، مگر اس کے ہاتھ کا ذبیحہ "درست" ہے۔" (ایضاً)

(۲) زید نماز روزے سے بالکل بے خبر ہے اور ذبح کے وقت کلی بھی نہیں کرتا، تو اس کا ذبح کیسا ہے ؟

جواب :۔ "اگر مسلمان ہے ذبح کرنا جانتا ہے اور تکبیر کہے تو ذبح ہو جائے گا۔" (ایضاً)

﴿عید کا روزہ﴾

سوال :۔ قربانی کرنے والے اکثر حضرات بروزِ عید، یہ کہتے ہوئے نظر آتے ہیں کہ "آج ہمارا روزہ ہے، ہم قربانی کے گوشت سے افطار کریں گے۔" شرعی

اعتبار سے ان کا یہ کہنا کیسا ہے ؟

جواب:۔ اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ اسی قسم کے ایک سوال کے جواب میں ارشاد فرماتے ہیں کہ "عید کے دن کا روزہ حرام ہے، پہلی سے نویں تک کے روزے بہت افضل ہیں، اس پر قربانی ہو یا نہ ہو، اور سب نفلی روزوں میں بہتر روزہ عرفہ (یعنی ۹ ذی الحجہ) کے دن کا ہے۔ ہاں قربانی کرنے والے کو یہ مستحب ہے کہ "عید کے دن قربانی سے پہلے کچھ نہ کھائے، قربانی ہی کے گوشت میں سے پہلے کھائے، مگر یہ "روزہ نہیں" نہ اس میں "روزہ کی نیت جائز،" کہ اس دن اور اس کے بعد تین دن روزہ حرام ہے۔"

(فتاویٰ رضویہ۔ جلد ۸)

کن چیزوں کا کھانا "حرام و ممنوع"...؟

سوال:۔ ذبیحہ کی کن کن چیزوں کا کھانا "حرام و ممنوع و مکروہ" ہے ؟

جواب:۔ اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ۔ اس کا جواب دیتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں۔'

حلال جانور کے سب اجزاء حلال ہیں، مگر بعض کہ "حرام و ممنوع و مکروہ" ہیں۔

(۱) رگوں کا خون۔ (۲) پتا (جگر کے نیچے ایک چھوٹی تھیلی جس میں کڑوا پانی ہوتا ہے)۔ (۳) پھکنا (یعنی پیشاب کی تھیلی "مثانہ")۔ (۴) و (۵) علاماتِ نر و مادہ (یعنی ان کی شرم گاہیں)۔ (۶) بیضے (یعنی خصیے، کپورے) (۷) غدود۔ (۸) حرام مغز۔ (۹) گردن کے دو پٹھے کہ شانوں تک کھنچے ہوتے ہیں۔ (۱۰) جگر کا خون۔ (۱۱) تلی کا خون۔ (۱۲) گوشت کا خون کہ بعدِ ذبح گوشت میں سے نکلتا ہے۔ (۱۳) دل کا خون۔ (۱۴) پت یعنی وہ زرد پانی کہ پتے میں ہوتا ہے۔ (۱۵) ناک کی رطوبت کہ بھیڑ میں اکثر ہوتی ہے۔ (۱۶) پاخانہ کا مقام۔ (۱۷) اوجھڑی۔ (۱۸) آنتیں۔ (۱۹) نطفہ۔ (۲۰) وہ نطفہ کہ خون ہو گیا۔ (۲۱)

وہ نطفہ کہ گوشت کا لو تھڑا ہو گیا۔ (۲۲) وہ نطفہ کہ پورا جانور بن گیا اور مردہ نکلا یا بے ذبح مر گیا۔" (فتاویٰ رضویہ۔ جلد ۸)

سوال:۔ اگر ذبح کے بعد جانور کے پیٹ سے بچہ بر آمد ہوا، تو کیا حکم ہے ؟

جواب:۔ "درِ مختار" میں ہے کہ "گائے یا بکری ذبح کی اور اس کے پیٹ میں بچہ نکلا اگر وہ زندہ ہے تو ذبح کر دیا جائے، حلال ہو جائے گا اور مرا ہوا ہے تو حرام ہے، اس کی ماں کا ذبح کرنا اس کے حلال ہونے کے لئے کافی نہیں۔"

گوشت کی تقسیم

سوال:۔ قربانی کے گوشت کو کس طرح تقسیم کیا جائے ؟

جواب:۔ "فتاویٰ عالمگیری" میں ہے کہ،

(۱) قربانی کا گوشت خود بھی کھا سکتا ہے اور دوسرے شخص، "غنی یا فقیر" کو دے سکتا ہے، کھلا سکتا ہے بلکہ اس میں سے کچھ کھا لینا قربانی کرنے والے کے لئے "مستحب" ہے۔

(۲) بہتر یہ ہے کہ گوشت کے تین حصے کرے، ایک حصہ فقراء، دوسرا دوست احباب اور تیسرا اپنے گھر والوں کے لئے۔

(۳) ایک تہائی (یعنی تیسرے حصے) سے کم صدقہ نہ کریں اور کل کو صدقہ کر دینا بھی جائز ہے۔

(۴) اور کل گھر ہی رکھ لے یہ بھی جائز ہے۔

(۵) تین دن سے زائد اپنے اور گھر والوں کے کھانے کے لئے رکھ لینا بھی جائز ہے۔ اور بعض حدیثوں میں جو اس کی ممانعت آئی ہے وہ منسوخ ہے۔

(۶) اگر اس شخص کے اہل و عیال بہت ہوں اور صاحبِ وسعت نہیں ہے

تو بہتر یہ ہے کہ سارا گوشت اپنے بال بچوں کے لئے ہی رکھ چھوڑے۔

"بخاری شریف" میں ہے کہ "حضرتِ سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ "نبی اکرم ﷺ نے فرمایا" جو تم میں سے قربانی کرے تو تیسرے روز کی صبح اس کے گھر میں قربانی کا گوشت نہیں ہونا چاہیئے۔" جب اگلا سال آیا تو لوگ عرض گزار ہوئے، یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! کیا ہم اسی طرح کریں جیسے پچھلے سال کیا تھا؟" ارشاد فرمایا، "کھاؤ، کھلاؤ اور جمع بھی کرلو، کیونکہ وہ سال لوگوں پر تنگی کا تھا تو میرا ارادہ ہوا کہ اس میں تم ایک دوسرے کی مدد کرو۔"

سوال: اگر میت کی طرف سے قربانی کی تو گوشت کا حکم کیا ہوگا؟

جواب: پہلے دیکھا جائے گا کہ میت نے اس قربانی کی وصیت کی تھی یا نہیں۔...اگر وصیت کی تھی تو اب تمام گوشت صدقہ کرنا "واجب" ہے، اور اگر وصیت نہ کی تھی تو عام قربانی کی طرح گوشت کے تین حصے کریں گے۔

"ردالمحتار" میں ہے کہ "میت کی طرف سے قربانی کی تو اس کے گوشت کا بھی وہی حکم ہے کہ "خود کھائے، دوست احباب کو دے، فقیروں کو دے، یہ ضروری نہیں کہ سارا گوشت فقیروں کو ہی دے، کیونکہ گوشت اس کی ملک ہے، یہ سب کچھ کر سکتا ہے۔ اور اگر میت نے کہہ دیا ہے کہ "میری طرف سے قربانی کر دینا تو اس میں سے نہ کھائے بلکہ کل گوشت صدقہ کر دے۔

﴿کھال و رسی وغیرہ کا حکم﴾

سوال: قربانی کی کھال، جھول، رسی، ہار وغیرہ کا کیا کیا جائے؟

جواب: درمختار میں ہے کہ "قربانی کا چمڑا اور اس کی جھول اور اس کی رسی اور اس کے گلے میں ہار ڈالا ہے، ان سب چیزوں کو صدقہ کر دے۔

ابنِ ماجہ میں ہے "حضرتِ علی نے فرمایا کہ "رسول اللہ ﷺ نے مجھے قربانی کی ہر چیز تقسیم کرنے کا حکم دیا خواہ گوشت ہو یا کھال یا جھول، سب غریبوں میں تقسیم کر دی جائے۔" (گوشت کا حکم بعد میں منسوخ کر دیا گیا تھا جیسا کہ ما قبل میں گزر گیا)۔

سوال:۔ کیا قربانی کی کھال یا گوشت، قصائی کو بطورِ اجرت دے سکتے ہیں؟

جواب:۔ ممنوع ہے، "ہدایہ" میں ہے کہ "قربانی کا چمڑا یا گوشت یا اس کی کوئی چیز قصاب یا ذبح کرنے والے کو اجرت میں نہیں دے سکتا کہ اس کو اجرت میں دینا بھی بیچنے کے معنی میں ہے (اور اپنے فائدے کے حصول کے لئے کھال وغیرہ بیچنا ممنوع ہے۔)"

سنن کبریٰ (جلد ۹) میں ہے کہ "حضرتِ علی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے یہ حکم دیا کہ میں آپ کے اونٹوں کی طرف جاؤں اور یہ کہ میں ان کی کھالوں اور جل کو تقسیم کر دوں اور آپ نے مجھے حکم دیا کہ میں ان کی کھال سے قصاب کی اجرت نہ دوں" پھر فرمایا کہ "ہم قصاب کی اجرت اپنے پاس سے دیتے تھے۔"

سوال:۔ قربانی کی کھال اپنے رشتہ داروں یا کسی سید وغیرہ کو دے سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب:۔ جی ہاں دے سکتے ہیں۔ اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ سے سوال ہوا کہ "قربانی کی کھال سید کو یا والدین کو دینا درست ہے یا نہیں؟

آپ نے جواب دیا کہ "قربانی کی کھال ساداتِ کرام کو دینا جائز ہے، اپنے ماں باپ، اولاد کو بھی دے سکتا ہے، شوہر زوجہ کو اور زوجہ شوہر کو دے سکتی ہے، بنیتِ تصدق (یعنی صدقہ کرنے کی نیت سے) ہو تو "صدقۂ نافلہ" ہے ورنہ ہدیہ۔"

(فتاویٰ رضویہ۔ جلد ۸)

سوال :۔ قربانی کی کھال کی قیمت کو "بغیر حیلۂ شرعی" کے مسجد میں صرف کرنا اور اس پیسے سے "امام" وغیرہ کی تنخواہ دینا جائز ہے یا نہیں؟

جواب :۔ اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا کہ " قربانی کی کھالوں کو یہاں کے مسلمان اپنے اپنے محلّہ کی مسجد میں للہ خیرات دیتے ہیں، اور متولیانِ مسجد ان کو بیچ کر قیمت جمع رکھتے ہیں اور حسبِ ضرورت امام کا بِگار (یعنی تنخواہ) اسی رقم میں سے دیتے ہیں، پس یہ قربانی کے چمڑوں کا مسجد میں خیرات دینا اور پیسوں کا امام کو دینا یا دوسرے ضروری خرچ مسجد ڈول رسی وغیرہ میں صرف کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواباً ارشاد ہوا" قربانی کے چمڑوں کو للہ (یعنی اللہ تعالیٰ کے لئے) مسجد میں دے دینا کہ انھیں یا ان کی قیمت کو متولی منتظمانِ مسجد کے کاموں مثلاً ڈول، رسی، چراغ بتی، فرش مرمت، تنخواہِ مؤذن، تنخواہِ امام وغیرہا میں صرف کریں، "بلا شبہ جائز و باعثِ اجر و کارِ ثواب ہے۔ تبیین الحقائق میں ہے" جَازَ لِاَنَّهٗ قربة "کَالتَّصَدُّقِ (جائز ہے اس لئے کہ یہ قربت ہے جیسے صدقہ کرنا)"... اسی طرح "ہدایہ و کافی و عالمگیری وغیرہا میں ہے۔

ابو داؤد کی حدیث میں ہے " رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں " كُلُوْا وَ ادَّخِرُوْا وَائتَجِرُوْا۔ (یعنی کھاؤ اور جمع کرو اور وہ کام کرو کہ جس سے ثواب ہو)۔ .. امام اگرچہ غنی ہو اس کی تنخواہ دینے کو متولی یا منتظم ان چمڑوں کو بیچ سکتے ہیں، یا پہلے سے انھوں نے مصارفِ مسجد کے لئے دام.. کر رکھے ہیں، تو ان میں سے تنخواہ دے سکتے ہیں۔" (فتاویٰ رضویہ۔ جلد ۸)

مدینہ :۔ قربانی کرنے والے تمام خوش نصیب مسلمان بھائیوں اور بہنوں کی خدمت میں مؤدبانہ گزارش ہے کہ اپنے جانور کی کھال ایسے مقام پر دینے کی کوشش

کریں کہ "جہاں نہ صرف اس کا دینا جائز ہو بلکہ اللہ تعالی کی رضا کی خاطر دیا گیا یہ صدقہ آپ کے لئے عظیم الشان ثوابِ جاریہ بھی بن سکے۔"

مثال کے طور پر "اگر آپ کوئی کاروبار کرنا چاہیں اور تین قسم کے کاروبار آپ کے پیشِ نظر ہوں۔

(۱) جس میں پیسہ ضائع ہونے کا یقین ہے۔

(۲) جس میں صرف ایک مرتبہ نفع حاصل ہو گا پھر سلسلۂ نفع منقطع ہو جائے گا۔

(۳) جس میں نفع کا سلسلہ "بعافیت تا قیامت" چلتا رہے گا۔

تو بلا شک و شبہ آپ کا دل و دماغ "تیسرے کاروبار" کے حق میں ہی فیصلہ صادر کرے گا، اور اگر آپ نے "پہلے دو" میں سے کسی کا انتخاب کیا تو یقیناً لوگ آپ کو "بے وقوف و نادان" کہیں گے۔"

پس کھال کو کسی ثوابِ جاریہ کے مقام پر نہ لگانا ایسا ہی ہے جیسے آپ نے "پہلے دو کاروباروں میں سے کسی ایک "میں اسے صرف کر دیا۔ لھذا دانش مندی کا ثبوت دیتے ہوئے اسے حتی الامکان دینی مدارس وغیرہ میں دیجئے تاکہ اس سے حاصل ہونے والے پیسے سے سہولت و آسانی حاصل کرنے والے "طلباء" آپ کے لئے عظیم الشان ثوابِ جاریہ کا باعث و ذریعہ بن سکیں۔ الحمد للہ! "**دعوتِ اسلامی**" کے پاکیزہ و بابرکت ماحول کے تحت چلنے والے بے شمار مدارس بھی اس سلسلے میں بہت مفید ثابت ہو سکتے ہیں۔

بلکہ مزید ذخیرۂ اعمال اکٹھا کرنے کے لئے اپنے رشتہ داروں اور دوستوں وغیرہ کو بھی اس کی ترغیب دیجئے۔ اگر آپ کی ترغیب پر کسی نے یہ سعادت حاصل کر لی

تو ان شاء اللہ تعالیٰ اس طریقے سے بھی "تا قیامت آپ کے نامۂ اعمال میں نیکیاں لکھی" جاتی رہیں گی۔

﴿ان دنوں میں قربانی نہ کی تو.....؟﴾

سوال:۔ اگر قربانی کا جانور موجود ہے لیکن قربانی نہ کی اور ایامِ نحر گزر گئے تو اب کیا حکم ہے؟

جواب:۔ "درِ مختار و فتاوی عالمگیری" وغیرہ میں ہے کہ

(۱) غنی نے قربانی کے لئے جانور خریدا (اور قربان نہ کیا حتی کہ ایامِ نحر گزر گئے) تو وہ ہی جانور صدقہ کرے اور اگر ذبح کر دیا اور اس جانور کی قیمت زندہ جانور سے کچھ کم ہے تو جتنی کمی ہوئی اسے بھی صدقہ کرے۔

(۲) فقیر نے قربانی کی نیت سے جانور خریدا اور قربانی کے دن نکل گئے تو چونکہ اس پر اسی معین جانور کی قربانی واجب ہے۔لھذا اسکے لئے بھی تمام احکام وہی ہوں گے جو ماقبل میں غنی کے لئے گزر گئے۔

(۳) اگر فقیر کے پاس پہلے ہی سے کوئی جانور تھا اور اس نے اس کی قربانی کی نیت کر لی یا خریدنے کے بعد قربانی کی نیت کی تو اس پر قربانی واجب نہیں (اور جب واجب نہیں تو بعدِ ایامِ نحر اس جانور کو جس طرح چاہے اپنے استعمال میں لائے۔)

(۴) قربانی کے دن گزر گئے اور اس نے قربانی نہیں کی اور جانور یا اس کی قیمت کو صدقہ بھی نہیں کیا یہاں تک کہ دوسری بقر عید آگئی اب یہ چاہتا ہے کہ سالِ گزشتہ کی قربانی کی قضا اس سال کر لے، یہ نہیں ہو سکتا بلکہ اب بھی وہی حکم ہے کہ "جانور یا اس کی قیمت" صدقہ کرے۔ (عالمگیری)

(۵) جس جانور کی قربانی واجب تھی، ایامِ نحر گزرنے کے بعد اسے بیچ ڈالا تو

قیمت کا صدقہ کرنا واجب ہے۔ (ایضاً)

﴿بزرگوں کے نام کی قربانی﴾

سوال:۔ اگر کسی بزرگ کے نام کی قربانی کی جائے تو کیسا ہے؟

جواب:۔ بلندی درجات اور قربِ باری تعالیٰ کے حصول کے لئے یہ بہت بہترین عمل ہے اور ہمارے اکابرین رضی اللہ عنہم اس پر عمل پیرا رہے ہیں۔

☆ اعلیٰ حضرت امامِ اہلسنت رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ "فقیر کا معمول ہے کہ "قربانی ہر سال اپنے حضرتِ والدِ ماجد خاتم المحققین قدس سرہ العزیز کی طرف سے کرتا ہے اور اس کا گوشت پوست سب تصدق کر دیتا ہے اور ایک قربانی "حضورِ اقدس سید المرسلین ﷺ" کی طرف سے کرتا ہے اور اس کا گوشت پوست سب نذرِ حضراتِ ساداتِ کرام کرتا ہے۔" (فتاویٰ رضویہ۔ جلد ۸)

اور اگر مخصوص بزرگ کے ساتھ ساتھ امتِ سرکار ﷺ کے ایصالِ ثواب کی نیت بھی کر لی جائے تو بہت بہتر ہے کہ اس طرح سنتِ رسول ﷺ پر عمل کی سعادت بھی حاصل ہو جائے گی جیسا کہ "مسلم شریف(باب استحبا ب الاضحیہ وذبحها مباشرة...) میں حضرت، عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ "رسول اللہ ﷺ نے ایک سینگوں والا مینڈھا لانے کا حکم دیا جس کے ہاتھ، پیر اور آنکھیں سیاہ ہوں، سو قربانی کے لئے ایسا مینڈھا لایا گیا آپ نے فرمایا "اے عائشہ رضی اللہ عنہا! چھری لاؤ پھر فرمایا اس کو پتھر سے تیز کرو۔" میں نے اس کو تیز کیا پھر آپ نے چھری لی مینڈھے کو پکڑا، اس کو لٹایا اور ذبح کرنے لگے پھر فرمایا "اللہ کے نام سے، اے اللہ! محمد، آلِ محمد اور امتِ محمد کی طرف سے اس کو قبول فرما پھر اس کی قربانی کی۔"

اگر اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہمت و وسعت عطا فرمائی ہے تو اپنا واجب ادا کرنے

کے ساتھ ساتھ ایک قربانی خوب خوش دلی کے ساتھ "رحمتِ کونین، نورِ مجسم، محسنِ اعظم ﷺ کے لئے ضرور کیجئے، ان شاء اللہ تعالیٰ دنیاو آخرت اور خصوصاً میدانِ محشر میں اس کا فائدہ آپ خود محسوس فرمائیں گے۔

☆ حضرت حنش رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرتِ علی رضی اللہ عنہ دو مینڈھوں کی قربانی کیا کرتے تھے، ایک رسول اللہ ﷺ کی طرف سے اور ایک اپنی طرف سے، آپ سے اس کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا کہ "مجھے نبی اکرم ﷺ نے اس بات کا حکم دیا ہے، پس میں اسے کبھی بھی نہیں چھوڑوں گا۔"

(ترمذی۔ باب فی الاضحیہ بکبشین)

اس روایت سے معلوم ہوا کہ یہ ہمارے آقا ﷺ کی خواہشِ مبارکہ تھی کہ آپ کی جانب سے قربانی کی سعادت حاصل کی جائے کاش! ہم بھی موت سے پہلے پہلے اس سعادت کو حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائیں۔

تکبیرِ تشریق کے مسائل

سوال:۔ تکبیر تشریق کیا ہے؟ یہ کیوں لگائی جاتی ہے اور اس کا وقت کب سے کب تک ہوتا ہے؟

جواب:۔ نویں ذی الحجہ کی فجر سے تیرہویں کی عصر تک ہر نمازِ فرض پنجگانہ کے بعد، جو جماعتِ مستحبہ (یعنی وہ جماعت جو مساجد میں وقتِ مقررہ پر، مقرر کردہ امام کرواتا ہے۔) کے ساتھ ادا کی گئی، ایک بار تکبیر بلند آواز سے کہنا واجب ہے اور تین بار افضل۔ اسے تکبیر تشریق کہتے ہیں، وہ یہ ہے۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ۔ (تنویر الابصار)

اس کی اصل کے بارے میں منقول ہے کہ جب حضرتِ ابراہیم (علیہ

السلام) نے حضرت اسمعیل (علیہ السلام) کو ذبح کرنے کے لئے زمین پر لٹایا تو حضرت جبرئیل (علیہ السلام) اللہ تعالیٰ کے حکم سے جنت سے ایک مینڈھا بطورِ فدیہ لے کر تشریف لائے۔ آپ نے جب یہ منظر ملاحظہ فرمایا کہ حضرت ابراہیم (علیہ السلام) چھری چلانا ہی چاہتے ہیں تو ان کو روکنے کی خاطر دور سے بآوازِ بلند فرمایا، "الله اکبر الله اکبر." جب حضرت ابراہیم (علیہ السلام) نے یہ نداء سنی تو اپنا سر آسمان کی جانب اٹھایا تو آپ جان گئے کہ من جانب اللہ آزمائش کا وقت گزر چکا ہے اوبیٹے کی جگہ فدیہ بھیجا گیا ہے، لھذا خوش ہو کر فرمایا، "لا اله الاالله والله اکبر." جب زمین پر لیٹے ہوئے حضرت اسمعیل (علیہ السلام) نے یہ سنا تو فرمایا، "الله اکبر ولله الحمد"۔ پس اس کے بعد سے ان نفوسِ قدسیہ کی ان مبارک الفاظ کی ادائیگی کی یہ سنت قیامت تک جاری وساری ہو گئی۔

(البنایہ شرح ہدایہ حوالہ المبسوط اور قاضی خان۔ جلد ثالث)

سوال:۔ یہ تکبیرات، نماز کے بعد کب کہنی چاہئیں؟

جواب:۔ یہ تکبیرات سلام پھیرنے کے فوراً بعد واجب ہیں۔ اگر کوئی مسجد سے باہر نکل گیا یا اس نے جان بوجھ کر وضو توڑ دیا یا کلام کیا، اگر چہ بھول کر ہو تو تکبیر ساقط ہو گئی (یعنی اب شریعت کی جانب سے اس کا مطالبہ نہ رہا۔) اور اگر بلا قصد وارادے کے وضو ٹوٹا تو کہہ لینی چاہئیں۔ (در مختار)

سوال:۔ کیا ان دنوں میں بغیر جماعت سے نماز پڑھنے والے پر تکبیر واجب ہے؟

جواب:۔ اس میں علماء کا اختلاف ہے، مفتیٰ بہ قول یہ ہے کہ منفرد پر واجب نہیں۔ (جوہرہ نیرہ)

لیکن چونکہ صاحبین کے نزدیک واجب ہے لھذا بہتر ہے کہ منفرد بھی کہہ

لے۔

سوال:۔ اگر امام تکبیر لگانا بھول گیا تو اب مقتدی پر تکبیر واجب رہی یا نہیں ؟

جواب:۔ جی ہاں، مقتدی پر تکبیر لگانا اب بھی واجب ہے۔(در مختار)

سوال:۔ کیا عورت، مسافر اور گاؤں والے پر بھی یہ تکبیرات واجب ہیں ؟

جواب:۔ ان تمام پر تکبیر کہنا واجب نہیں۔ ہاں اگر یہ کسی مقیم امام کی اقتداء میں نماز ادا کریں تو اب ان پر بھی واجب ہو جائے گی۔(ایضاً)

سوال:۔ اگر کسی مقیم نے مسافر کی اقتداء میں نماز ادا کی تو کیا اس پر تکبیر لگانی واجب ہو گی ؟ جب کہ پچھلے مسئلے کے مطابق مسافر پر یہ تکبیرات واجب نہ تھیں۔

جواب:۔ اس صورت میں مقیم تکبیرات لگائے گا۔ در مختار میں ہے، "کسی مقیم نے مسافر کی اقتداء کی تو مقیم پر تکبیرات واجب ہیں، اگرچہ امام پر واجب نہیں۔"

سوال:۔ اگر کسی نفل پڑھنے والے نے فرض پڑھنے والے کی اقتداء کی تو کیا اس شخص پر تکبیر واجب ہو گی ؟

جواب:۔ جی ہاں اس صورت میں اس پر بھی واجب ہو جائے گی، چاہے اس نے امام کے ساتھ فرض نہ پڑھے ہوں۔(رد المحتار)

سوال:۔ کیا نفل و وتر و سنت و جمعہ و عید کے بعد بھی تکبیر لگائی جائے گی ؟

جواب:۔ نفل و وتر و سنت و عید کے بعد واجب نہیں، جب کہ جمعہ کے بعد واجب ہے۔ ہاں عید کے بعد بھی لگا لیں تو کوئی حرج نہیں۔(در مختار)

سوال:۔ جو شخص نماز باجماعت میں دیر سے شامل ہوا، کیا امام کے سلام اور اپنی نماز تمام کرنے کے بعد تکبیر لگائے گا ؟

جواب:۔ جی ہاں۔ ایسا شخص امام کے سلام پھیرنے اور اپنی نماز پوری کرنے کے بعد یہ

تکبیرات لگائے اور اگر اس نے امام کے سلام پھیرنے کے فوراً بعد ہی تکبیر لگا دی تو اس نماز پر کوئی فرق نہ پڑے گا اور اب اپنی نماز مکمل کرنے کے بعد بھی ان تکبیرات کے اعادہ کی حاجت نہیں۔

سوال: اگر کسی شخص کی کوئی نماز ایامِ تشریق سے پہلے قضا ہوئی تھی یا پچھلے سال کی ایامِ تشریق کی قضا نماز تھی اور اب وہ ان دنوں میں اس قضا کو ادا کرنا چاہتا ہے تو کیا اس پر تکبیر واجب ہوگی؟

جواب: جی نہیں۔ (رد المحتار)

سوال: اگر ان دنوں کی قضا، عام دنوں میں ادا کرے تو کیا اب تکبیر لگائے گا؟

جواب: اس صورت میں بھی واجب نہیں۔ (ایضاً)

سوال: اگر ان دنوں میں کوئی نماز قضا ہوئی اور ان ہی دنوں میں اس کی قضا ادا کرنے کا ارادہ کیا تو کیا اب تکبیر واجب ہوگی؟

جواب: جی ہاں، اب واجب ہے۔ (ایضاً)

عید کے مستحبات

(۱) حجامت بنوانا۔ (۲) ناخن ترشوانا۔ (۳) غسل کرنا۔ (۴) مسواک کرنا۔ (۵) اچھے کپڑے پہننا۔ (نئے یا پرانے دھلے ہوئے۔) (۶) انگوٹھی پہننا۔[۱] (۷) خوشبو لگانا۔ (۸) نماز سے قبل کچھ نہ کھانا۔ اگرچہ قربانی نہ کرے۔ (۸) نمازِ فجر محلّہ کی مسجد میں پڑھنا۔ (۹) عید گاہ جلد چلے جانا۔ (۱۰) راستے میں بلند آواز سے تکبیر کہنا۔ (۱۰) عید گاہ کو پیدل جانا۔ (۱۱) دوسرے راستے سے واپس

(۱ :۔ مرد و عورت کے لئے کون سی انگوٹھی پہننا جائز ہے، اس کے بارے میں مسائل جاننے کے لئے "رہنمائے کامل۔ سلسلۂ اشاعت نمبر ۵، کا مطالعہ فرمائیں۔")

آنا۔(۱۲)خوشی ظاہر کرنا۔(۱۳)کثرت سے صدقہ دینا۔(۱۴)آپس میں مبارکباد دینا۔(۱۵)نمازِ عید سے پہلے نفل نماز مطلقاً مکروہ ہے،چاہے گھر میں پڑھیں یا عید گاہ میں۔

﴿نمازِ عید کا طریقہ﴾

(۱)سب سے پہلے نیت کریں۔نیت دل کے پختہ ارادے کو کہتے ہیں۔ چنانچہ دل میں نماز کی ادائیگی کا ارادہ فرمائیں،لیکن چونکہ اس ارادے کو الفاظ کی صورت مین زبان سے بیان کرنا افضل و مستحب ہے،لھذا زبان سے اس طرح کہہ لیں۔"نیت کرتا ہوں دو رکعات نماز عید الاضحیٰ،ساتھ زائد چھ تکبیروں کے،واسطے اللہ تعالیٰ کے،منہ میرا قبلہ شریف کی طرف،پیچھے اس امام کے۔"

(۲)اب اللہ اکبر کہتے ہوئے ہاتھ باندھ لیں اور ثناء پڑھیں۔(یہاں بھی آواز اتنی بلند ضرور رکھیں کہ آپ کے کان خود آپ کی آواز کو سن سکیں،ورنہ نماز شروع ہی نہ ہوگی۔)

(۳)اب ثناء پڑھیں،یعنی **سبحانك اللهم وبحمدك وتبارك اسمك وتعالىٰ جدك ولا اله غيرك.**

(۴)اب لگاتار دو مرتبہ کانوں تک ہاتھ اٹھائیں اور ہر مرتبہ اللہ اکبر کہتے ہوئے ہاتھ چھوڑ دیں۔

(۵)پھر ایک اور مرتبہ ہاتھ اٹھا کر تکبیر لگائیں اور اب ہاتھ باندھ لیں۔ یعنی پہلی تکبیر کے بعد ہاتھ باندھیں،پھر لگاتار دو تکبیروں میں ہاتھ چھوڑیں اور پھر اس کے بعد چوتھی تکبیر میں ہاتھ باندھیں۔

(۶)اب امام صاحب قرأت فرمائیں گے،رکوع و سجدہ ہوگا اور پھر اگلی

رکعت کے لئے کھڑے ہوں گے۔

(۷) اس رکعت میں پہلے قرأت ہوگی اور پھر لگاتار تین تکبیروں میں کانوں تک ہاتھ اٹھا کر چھوڑے جائیں گے۔ اور اس کے بعد چوتھی تکبیر لگاتے ہوئے رکوع میں جائیں گے۔ اور بقیہ نماز کو مکمل کریں گے۔ (درمختار)

تکبیراتِ عید کے چند مسائل

سوال:۔ اگر امام چھ سے زائد تکبیرات لگادے تو؟

جواب:۔ اس صورت میں مقتدی بھی اس کی پیروی کرے لیکن ۱۳ سے زیادہ میں پیروی نہیں۔ (درمختار)

سوال:۔ اگر کوئی امام کے شروع ہو جانے کے بعد شریکِ نماز ہوا تو اب تکبیرات کا کیا حکم ہوگا؟

جواب:۔ اس کے لئے درجِ ذیل مسائل ذہن نشین رکھنا مفید ہیں۔

(۱) پہلی رکعت میں امام کے تکبیر کہنے کے بعد شامل ہونے والا اسی وقت تکبیریں کہہ لے، اگرچہ امام نے قرأت شروع کردی ہو۔ (عالمگیری)

(۲) اگر اس نے ابھی تکبیریں نہ کہیں تھیں کہ امام رکوع میں چلا گیا تو اب کھڑے کھڑے تکبیریں نہ کہے بلکہ رکوع میں جاکر تکبیرات کہے۔ لیکن اس صورت میں رکوع میں ہاتھ نہ اٹھائے گا۔ (عالمگیری)

(۳) اگر امام کو رکوع میں پایا اور غالب گمان ہے کہ تکبیریں کہہ کر رکوع پالے گا تو کھڑے کھڑے کہے پھر رکوع کرے۔ ورنہ اللہ اکبر کہہ کر رکوع میں جائے اور وہاں تکبیرات کہے۔ (عالمگیری)

(۴) اس نے رکوع میں تکبیرات شروع ہی کی تھیں کہ امام نے سر اٹھالیا تو

اب یہ بھی سر اٹھالے، اس پر سے باقی تکبیرات ساقط ہو گئیں۔ (عالمگیری)

(۵) اگر اتنی دیر سے پہنچا کہ امام نے رکوع سے سر اٹھالیا تھا تو اب تکبیرات نہ کہے بلکہ جب اپنی فوت شدہ رکعت پڑھے اس وقت کہے۔ (عالمگیری)

(۶) امام اگر تکبیرات کہنا بھول گیا اور رکوع میں یاد آئیں تو واپس لوٹ آئے اور تکبیرات کہے۔ آخر میں سجدۂ سہو کرے۔ (عالمگیری)

(۷) پہلی رکعت میں امام تکبیرات بھول گیا اور قرأت شروع کر دی تو قرأت کے بعد کہہ لے، یا رکوع میں اور قرأت کا اعادہ نہ کرے۔ (عالمگیری)

(۸) امام نے تکبیراتِ زوائد میں ہاتھ نہ اٹھائے تو مقتدی اس کی پیروی نہ کرے بلکہ ہاتھ اٹھائے۔ (ایضاً)

(۹) اگر کسی شخص کی نماز عید نکل گئی تو اگر دوسری جگہ مل سکتی ہو تو پڑھ لے ورنہ نہیں پڑھ سکتا۔ لیکن بہتر یہ ہے کہ یہ شخص چار رکعت نماز چاشت ادا کرے۔

عید کے خطبے

عید کی نماز کے بعد دو خطبے کہے جائیں گے۔ ان میں اور جمعہ کے خطبوں میں یہ فرق ہے کہ جمعہ کے خطبے میں امام کا پہلے بیٹھنا سنت ہے اور اس میں کھڑا رہنا۔ نیز اس کے پہلے خطبے سے پہلے ۹ بار، دوسرے سے پہلے ۷ بار، اور منبر سے اترنے سے پہلے ۱۴ بار اللہ اکبر کہنا سنت ہے۔ جب کہ جمعہ کے خطبے میں یہ تکبیرات نہیں۔ (در مختار)

خطبہ اولی برائے عیدالاضحی

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدَ الشّٰاكِرِيْنَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ كَمَا نَقُوْلُ وَخَيْراً مِّمَّا نَقُوْلُ اَلْحَمْدُلِلّٰهِ قَبْلَ كُلِّ شَيْءٍ اَلْحَمْدُلِلّٰهِ بَعْدَ كُلِّ شَيْءٍ اَلْحَمْدُ

لِلّٰهِ مَعَ كُلِّ شَیْءٍ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ يَبْقَى رَبُّنَا وَيَفْنٰى كُلُّ شَیْءٍ اَللّٰهُ
اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ
وَاَفْضَلُ صَلَوَاتِ اللّٰهِ وَاَكْمَلُ تَسْلِيْمَاتِ اللّٰهِ عَلٰى خَيْرِ خَلْقِ
اللّٰهِ نَبِيِّ الْحَرَمَيْنِ اِمَامِ الْقِبْلَتَيْنِ سَيِّدِ الْكَوْنَيْنِ وَسِيْلَتِنَا فِی
الدَّارَيْنِ صَاحِبِ قَابَ قَوْسَيْنِ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا وَمَلْجَأْنَا
وَمَأْوٰنَا مُحَمَّدٍ رَّسُوْلِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَعَلٰى اٰلِهِ الطَّيِّبِيْنَ
وَاَصْحَابِهِ الطَّاهِرِيْنَ وَاَزْوَاجِهِ الطَّاهِرَاتِ اُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ يَا
اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ
اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ اَمَّابَعْدُ فَيَا اَيُّهَا الْمُؤْمِنُوْنَ رَحِمَنَا
وَرَحِمَكُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى اِعْلَمُوْآ اَنَّ يَوْمَكُمْ هٰذَا يَوْمٌ عَظِيْمٌ. قَالَ
شَفِيْعُ الْمُذْنِبِيْنَ رَسُوْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ مَا مِنْ اَيَّامِ نِ الْعَمَلِ الصَّالِحِ فِيْهِنَّ اَحَبُّ اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى
مِنْ هٰذِهِ الْاَيَّامِ الْعَشْرِ اِلَّا وَاِنَّ نَبِيَّكُمْ صلى الله عليه وسلم
قَدْ اَوْجَبَ عَلٰى كُلِ مَنْ يَّمْلِكُ النِّصَابَ فَاضِلاً عَنْ حَوَائِجِهِ
الْاَصْلِيَّةِ فِی هٰذَا الْيَوْمِ اَنْ يَّنْحَرَ الْاُضْحِيَّةَ وَوَقْتُهَا بَعْدَ صَلٰوةِ
الْعِيْدِ الْاَضْحٰى لِلْبَلَدِیْ وَلِلْاَعْرَابِیْ بَعْدَ طُلُوْعِ فَجْرِ هٰذَا الْيَوْمِ
فَحَسِّنُوْا الْاُضْحِيَّةَ وَلَاتَذْبَحُوْا عَرْجَآءَ وَلَاعَوْرَآءَ وَلَاعَجْفَآءَ

وَلَامَقْطُوْعَةَ الْاُذُنِ وَلَوْلِوَاحِدَةٍ فَعَنْ كُلِّ وَاحِدٍ مِّنْكُمْ شَاةٌ سَوَاءٌ كَانَتْ ذَكَرًا اَوْاُنْثٰی اَوْ سُبُعُ الْبَقَرَاتِ اَوِ الْاِبِلِ وَكَبِّرُوْا عَقِيْبَ الصَّلَوَاتِ الْمَفْرُوْضَةِ مِنْ فَجْرِ الْعَرَفَةِ اِلٰی عَصْرِ اٰخِرِ اَيَّامِ التَّشْرِيْقِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ بَارَكَ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ فِی الْقُرْاٰنِ الْعَظِيْمِ وَنَفَعَنَا وَاِيَّاكُمْ بِالْاٰيَاتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيْمِ اِنَّهٗ تَعَالٰی مَلِكٌ كَرِيْمٌ جَوَّادٌ بَرٌّ رَّؤُفٌ رَّحِيْمٌ اَقُوْلُ قَوْلِیْ هٰذَا وَاَسْتَغْفِرُوْا اللّٰهَ لِیْ وَلَكُمْ وَلِسَائِرِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ

﴿خطبۂ ثانیہ برائے عید الاضحی﴾

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِكَ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَاَ مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلاَ هَادِیَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّااللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ بِالْهُدٰی وَدِيْنِ الْحَقِّ اَرْسَلَهٗ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ اَبَدً

لَاسِیَّمَا عَلٰی اَوَّلِھِمْ بِالتَّصْدِیْقِ وَاَفْضَلِھِمْ بِالتَّحْقِیْقِ الْمَوْلٰی الْاِمَامِ الصِّدِّیْقِ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَاِمَامِ الْمُشَاھِدِیْنَ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا الْاِمَامِ اَبِی بَکْرِنِ الصِّدِّیْقِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ وَعَلَی اَعْدَلِ الْاَصْحَابِ مُزَیِّنِ الْمِنْبَرِ وَالْمِحْرَابِ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا الْاِمَامِ اَمِیْرِالْمُؤْمِنِیْنَ وَغَیْظِ الْمُنَافِقِیْنَ اِمَامِ الْمُجَاھِدِیْنَ فِی رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ اَبِی حَفْصٍ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ وَعَلٰی جَامِعِ الْقُرْاٰنِ کَامِلِ الْحَیَاءِ وَالْاِیْمَانِ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا الْاِمَامِ اَمِیْرِالْمُؤْمِنِیْنَ وَاِمَامِ الْمُتَصَدِّقِیْنَ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ اَبِی عَمْرٍوعُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ وَعَلٰی اَسَدِاللّٰہِ الْغَالِبِ اِمَامِ الْمَشَارِقِ وَالْمَغَارِبِ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا الْاِمَامِ اَمِیْرِالْمُؤْمِنِیْنَ وَاِمَامِ الْوَاصِلِیْنَ اِلٰی رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ اَبِی الْحَسَنِ عَلِیِّ بْنِ اَبِی طَالِبٍ کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالَی وَجْھَہُ الْکَرِیْمَ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ عِبَادَ اللّٰہِ رَحِمَکُمُ اللّٰہُ اِنَّ اللّٰہ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِیْتَاءِ ذِی الْقُرْبٰی وَیَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْکَرِ وَالْبَغْیِ یَعِظُکُمْ لَعَلَّکُمْ تَذَکَّرُوْنَ وَلَذِکْرُ اللّٰہِ تَعَالٰی اَعْلٰی وَاَوْلٰی وَاَجَلُّ وَاَعَزُّ وَاَتَمُّ وَاَھَمُّ وَاَعْظَمُ وَاَکْبَرُ۔

خلاصۂ رسالہ (منظومہ)

فرض ان پر حج ہے بیت اللہ کا		جن کو ہے مقدور زادِ راہ کا
ان پہ قربانی ہوئی از واجبات		جن پے فرضِ عین ہے دینا زکوٰۃ
ذبح کرنا ایک راس ایک شخص کو		بکری ہویا گائے ہو یا اونٹ ہو
بلکہ اونٹ اورگائے میں ہی بے خطا		ایک سے لے سات تک شرکت روا
بکری اک سالہ دوسالہ ہو بقر		پنج سالہ اونٹ مادہ خواہ نر
عضو سالم دیکھ لینا اس کے تم		ناک کان اوردست وپا اورشاخِ دم
سالم وفربہ ہو ، نے بیمار وقاق		ان کے مرکب حشر میں مثلِ براق
دن ہیں قربانی کے تین اے مؤمنین		دسویں ہے اور گیارھویں اور بارھویں
اور تکبیرات کہنا واجبات		صبح عرفے سے ہے بعد ہر صلوٰۃ
تیرھویں تاریخ وقت عصر تک		ہیں یہی تشریق کے دن غیر شک
کان رکھ کر مؤمنو سن لوذرا		قطعہ ہے یہ مضمون حدیث مصطفیٰ ﷺ
خواب میں دیکھا خلیل اللہ نے		حکم قربانی دیا اللہ نے
صبح کو اٹھ کر بآداب تمام		کر دیئے سو اونٹ قربان حق کے نام
دوسری شب میں بھی یہی آیا نظر		یعنی کہتا ہے خدا قربان کر
پھر اٹھ کر خلیل اللہ نے		ایک سو اونٹ اور قربانی کئے
تیسری شب بھی یہی تھا ماجرا		یعنی قربانی کو تھا حکم خدا
عرض کی یارب میں کیا قربان کروں		حق تعالیٰ کا ہو اارشاد یوں
تجھ کو جو سب سے زیادہ ہو عزیز		کر دے میری راہ میں قربان وہ چیز
تھے جو اسماعیل ، حضرت کے پسر		تھے وہی ہر چیز سے . محبوب تر
آئے اسماعیل کی ماں کے قریب		کی بیان عجلت سے وہ خوابِ عجیب

پھر کہا اب غسل دے فرزند کو	اور نئے کپڑے پہنا دلبند کو
پس پہنایا ماں نے نہلا کر لباس	اور کہا جا جانِ مادر ، حق کے پاس
سن کے ماں سے یہ ذبیح اللہ کلام	گھر سے باہر آتے ہوئے شاد کام
ہولئے ان کے ساتھ ابراہیم بھی	آستیں میں لی رسی اور چھری
پہنچے قربان گاہ میں وہ جس گھڑی	باپ نے رسی نکالی اور چھری
اور کہا بیٹے سے امرِ حق ہے یوں	تجھ کو اس کی راہ میں قربان کروں
بولے اسماعیل یہ امر نیک	تین باتوں کی وصیت ہے ولیک
پہلے میرے دست وپا کو باندھیو	وقتِ قربانی کے تا جنبش نہ ہو
دوسرے منہ ڈھانکنا میرا نبی	تا نہ آئے رحم تم کو اس گھڑی
تیسرے اس ذبح کرنے کی خبر	کیجیو ماں کو نہ ہرگز اے پدر
الغرض جھٹ مہتر ابراہیم نے	باندھے ہاتھ اور پاؤں اسماعیل کے
اور لٹایا ان کو فرشِ خاک پر	ڈالا کپڑا ان کے روئے پاک پر
حکم حق سے بعد ازاں اکبارگی	حلقِ اسماعیل پر رکھ دی چھری
الغرض جبرائیل کو فرمان دیا	گوسفند ایک جلد جنت سے تو لا
اور ابراہیم کو دے یوں پیام	حق تعالیٰ تم کو کہتا ہے سلام
تو نے میری راہ میں جو یہ کیا	فضل سے میں نے قبول اس کو کیا
اب جگہ فرزند کی اک گوسفند	ذبح کر تو ہے یہی مجھ کو پسند
ذبح کی بکری خلیل اللہ نے	دست و پا کو کھولا اسماعیل کے
علمی ان کی رسم کرنا چاہیے	راہِ حق میں سرکو دھرنا چاہیے

از مولوی محمد حسن بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

خلیفہ والدِ اعلیٰ حضرت قدس سرھما العزیز

﴿توجہ فرمایئے﴾

علامہ محمد اکمل عطا قادری عطاری مدظلہ العالی کی قابلِ مطالعہ تصانیف

نمبر شمار	نام کتاب	نمبر شمار	نام کتاب
1	اربعین رضوی	13	غیر اللہ سے مدد مانگنا کیسا؟
2	عاشقوں کی عید	14	التمہید
3	نجات یا ہلاکت ؟	15	ہجڑوں کے احکام
5	احساسِ نعمت	16	البیان
6	رہنمائے کامل سلسلہ نمبر1	17	تلفظ درست کیجیئے
7	رہنمائے کامل سلسلہ نمبر2	18	شیطانی چکر
8	رہنمائے کامل سلسلہ نمبر3	19	شرعی معذور کے احکام
9	رہنمائے کامل سلسلہ نمبر4	20	ایمان کی موت
10	رہنمائے کامل سلسلہ نمبر5	21	والدین سے محبت کا تقاضا
11	رہنمائے کامل سلسلہ نمبر6	22	عیدِ قربان
12	رہنمائے کامل سلسلہ نمبر7	23	نفل کی جماعت کرنا کیسا؟

کتب منگوانے کا طریقۂ کار

آپ کو جو کتب درکار ہوں، ان کی تعداد تحریر فرما کر مکتبۂ اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کے پتے پر "ڈاک، وی پی یا بلٹی میں سے اپنے مطلوبہ ذریعے" کی وضاحت سمیت ارسال فرمائیں۔ اپنا مکمل ایڈریس لکھنا نہ بھولیں۔ بلٹی کی صورت میں اڈے کا نام بھی لکھیں۔

۵۹، ہیرا کمبھار چال، سی ایس ٹی روڈ، کرلا (ویسٹ)، بمبی - ۴۰۰۰۷۰۔
Tel.: 652 2520 • Email: aalahazrat@hotmail.com

﴿۴﴾ چوتھی ایک کتاب ہے۔ ''شرعی معذور کے احکام'' اس کتاب میں عام طور سے پائے جانے والے [illegible] کے احکام بیان کیے گئے ہیں جنکا بہانہ بنا کر ہمارے اکثر اسلامی بھائی نمازیں اور روزے چھوڑ دیا کرتے ہیں۔ یہ اپنے موضوع کی ایک اہم کتاب ہے۔ ﴿۵﴾ پانچویں ایک نہایت بے نظیر کتاب ہے ''الامثلہ'' جس میں اصلاحی بیانات کو مثالوں سے آراستہ کرنے کا طریقہ بتایا گیا ہے تاکہ بیان زیادہ موثر ہو سکے۔ ﴿۶﴾ چھٹویں ایک کتاب ہے ''الدعاء'' جس میں بیان کے بعد کی جانے والی عام فہم اور مؤثر دعائیں درج ہیں، چونکہ بیانات سے زیادہ دعائیں مؤثر اور انقلاب آفریں ہوا کرتی ہیں اس لیے اس کتاب میں نہایت اچھوتے اور اثر انگیز انداز میں دعاؤں کو لکھ دیا گیا ہے، جسے دیکھ کر اور یاد کر کے مبلغین فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ یہ دعائیں اجتماعات کے علاوہ گھروں میں اور تنہائی میں بھی مانگی جا سکتی ہیں۔ یوں ہی مندرجہ ذیل کتب بھی اپنے مواد اور انداز کے اعتبار سے بڑی دلنشیں اور مؤثر ہیں۔

﴿۷﴾ رہنمائے کامل: ۱ تا ۱۰ حصص، اس میں مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ العزیز کے ارشادات و فتاویٰ کو بڑے عمدہ انداز سے فوائد و نکات کے ساتھ مرتب کیا گیا ہے۔ ﴿۸﴾ احساسِ نعمت: نعمتیں تو اللہ تعالیٰ کی بہت ہیں مگر بندوں کو ان کا احساس نہیں ہوتا۔ اس کتاب میں نعمتہائے الٰہیہ کا احساس دلا کر شکرِ نعمت کی ترغیب و تاکید کی گئی ہے۔ اور ناشکری سے ڈرایا گیا ہے۔ ﴿۹﴾ کامیابی کا راز: آج کل ہر کوئی کامیابی کامیابی کی رٹ لگائے ہوئے ہے، مگر کامیابی کس کو کہتے ہیں اس کو حاصل کرنے کا راز کیا ہے۔ وہ اس کتاب سے آپ کو معلوم ہوگا۔ ﴿۱۰﴾ ناکامی کے اسباب: یہ کتاب ناکامی سے گھبرانے والوں کے لیے ایک نعمت سے کم نہیں، اس میں مصنف نے ناکامی کے اسباب بتا کر ان سے بچنے کی تلقین کی ہے، تاکہ کامیابی کا راستہ مل سکے۔ یہ مصنف کی نایاب اور اچھوتے عنوانات پر لکھی ہوئی دس کتابوں کا مختصر تعارف ہے، اور جن عادی موضوعات پر بھی آپ نے قلم اٹھایا ہے ان کو بھی نئے رنگ ڈھنگ سے پیش کر کے قارئین کے اندر دلچسپی کے اسباب فراہم کرنے کی پوری پوری کوشش کی ہے۔ اور پھر فوائد و نکات سے ان کو مرصع کر کے مضمون کی افادیت کو اور دوبالا کر دیا ہے، گویا آپ کی ہر تصنیف فوائد و نکات کا حسین گلدستہ ہے اور حسنِ ترتیب و اسلوبِ نگارش کا بہترین مرقع بھی۔

بدمذہبوں کے رد میں بھی آپ کا قلم بہت سیال اور موثر واقع ہوا ہے، قرآن و حدیث اور اسلاف کرام کے بیان کردہ دلائل سے چن چن کر آبدار و تابدار موتی کچھ اس طرح سجاتے ہیں کہ آنکھیں خیرہ او، دل تسلیم کرنے پر مجبور ہوتا نظر آتا ہے، اس سلسلے میں آپ کی عمدہ ترین کتاب ''الاستمداد'' معروف بہ ''غیر اللہ سے مدد مانگنا کیسا؟'' شاہکار کا درجہ رکھتی ہے جس میں دلائل کے ساتھ منکرین کے شبہات کا بھی بڑے اچھوتے انداز سے ازالہ کیا گیا ہے، جس کے پڑھنے کے بعد ہر کوئی اعتراف حقیقت کے بغیر نہیں رہ سکتا ہے، ہاں مگر وہ کہ جس کے دل پر اللہ نے مہر کر دی ہے، وہی آنکھیں بند کر کے گزر جائے گا۔ ضرورت ہے کہ اس کتاب کو گھر گھر پہنچایا جائے تاکہ انبیائے کرام و اولیائے عظام کی عظمتوں کا سکہ دلوں پر بیٹھا کر منکرین کے گمراہ کن ہتھکنڈوں سے بھولے بھالے سنی مسلمانوں کو بچایا جا سکے۔ اس طرح مصنف نے پچاس سے زائد کتابیں لکھ کر اپنے حسن ترتیب و کمالِ تصنیف کا لوہا ہی نہیں منوایا ہے بلکہ موجودہ احباب اہلسنّت و جماعت پر بڑا احسان بھی کیا ہے اور دعوت اسلامی کے مبلغین و خطبائے دین کے لیے آسانیاں پیدا کر دی ہیں۔

مولائے قدیر مصنف کو مزید دینی خدمات کی اخلاص کے ساتھ توفیق مرحمت فرمائے اور ان کے علم و عمر اور کام میں بیشار برکتیں عطا کرے۔ آمین بجاہ حبیبہ سید المرسلین علیہ و آلہ الصلاۃ والتسلیم۔

اہل علم حضرات سے گذارش ہے کہ موصوف کی کتب میں اگر کوئی قابل اصلاح پہلو دیکھیں تو ازراہِ ہمدردی و خیر خواہی فوراً ناشر یا مصنف یا ناچیز راقم الحروف نعمانی قادری غفرلہ کو آگاہ کریں تاکہ آئندہ غور کر کے ان کی اصلاح کی کوشش کی جا سکے۔

محمد عبد المبین نعمانی قادری

۲۱ ربیع الآخر ۱۴۲۳ھ (3/ 7/ 2002)

دار العلوم قادریہ، چریا کوٹ، ضلع مئو (یوپی) پن کوڈ ۲۷۶۱۲۹

فون: ۳۳۵۱۹۱-۰۵۴۷